﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 13 | جمعۃ المبارک 12/ مئی 2006ء | 14/ ربیع الثانی 1427 ہجری قمری ❁ 12/ ہجرت 1385 ہجری شمسی | شمارہ 19

قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے

حضرت عثمانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر وہاں نجات پائی تو بعد کے حالات آسان ہوں گے۔ اور اگر وہاں نجات نہ پائی تو بعد کے حالات اس سے سخت ہوں گے۔

(جامع ترمذی کتا ب الزھد باب فی ذکر الموت)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مشرق بعید کے ممالک کے دورہ کی مختصر جھلکیاں

سڈنی (آسٹریلیا) میں ورود مسعود اور احباب جماعت کی طرف سے والہانہ استقبال

Chifley کے فیڈرل ممبر پارلیمنٹ کی ملاقات، انفرادی وفیملی ملاقاتیں، سالومن آئی لینڈز (Solomon Islands) کے وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور تبلیغی، تربیتی اور انتظامی ہدایات،

جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ اور موقع پر ہدایات، جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب میں حضور انور کا خطاب اور کارکنان کو ہدایات، پرچم کشائی کی تقریب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ پہلی مرتبہ آسٹریلیا کی سرزمین سے ساری دنیا میں نشر ہوا۔

اپنی عبادتوں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنے کے عمل کو پہلے سے بڑھ کر ادا کرنے کی کوشش کریں تا کہ اپنے ساتھ انسانیت کی تکلیفوں کو بھی دور کرنے کا باعث بن سکیں۔ جماعتی عہدیداران کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی تاکیدی نصائح (خطبہ جمعہ)

(سڈنی میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: عبدالماجد طاھر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

11/ اپریل 2006ء بروز منگل:

سڈنی (آسٹریلیا) میں ورود مسعود

سوا سات گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد 11/اپریل بروز منگل آسٹریلیا کے مقامی وقت کے مطابق سوا پانچ بجے جہاز سڈنی (Sydney) آسٹریلیا کے انٹرنیشنل ائیر پورٹ KingsFord Smith پر اترا اور وہ تاریخی لمحہ آ پہنچا جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قدم پہلی بار آسٹریلیا کی اس سرزمین پر اور دنیا کے اس براعظم پر پڑے۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز سے باہر تشریف لائے تو مکرم محمود احمد شاہد صاحب امیر جماعت آسٹریلیا نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر ائیر پورٹ کے ڈیوٹی مینیجر اور کسٹم کے ایک آفیسر نے بھی حضور انور کا استقبال کیا اور اپنے ساتھ حضور انور کو VIP لاؤنج میں لے آئے جہاں جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے بعض عہدیداران نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا اور حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

صدر لجنہ اماء اللہ آسٹریلیا اور اہلیہ صاحبہ امیر جماعت آسٹریلیا نے حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت یہاں پر موجود احباب اور امیر ومبلغ انچارج آسٹریلیا مکرم محمود احمد شاہد صاحب سے گفتگو فرمائی اور یہاں کے حالات، جماعتی حالات اور مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔ اس دوران امیگریشن کی کارروائی متعلقہ شعبہ نے ازخود مکمل کی۔ ائیر پورٹ پر تمام انتظامات حکومت کے تعاون سے ہوئے۔

مسجد بیت الھدیٰ میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال

چھ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ائیر پورٹ سے جماعت کے مرکز ''مسجد بیت الھدیٰ'' کے لئے روانہ ہوئے۔ جماعت کا یہ مرکز سڈنی شہر سے باہر "Blacktown City Council" کے علاقہ "Marsden Park" میں واقع ہے۔ سڈنی ائیر پورٹ سے اس جگہ کا فاصلہ 60 کلومیٹر ہے۔

سات بجکر آٹھ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ''مسجد بیت الھدیٰ'' پہنچے جہاں ملک بھر کی جماعتوں سے آئے احباب مرد وخواتین اور بچوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ بچوں اور بچیوں نے استقبالیہ ترانے پڑھتے ہوئے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں پھول پیش کئے۔

اطفال وناصرات اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے لوائے احمدیت اور ملک کا قومی پرچم لہراتے ہوئے حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ حضور انور نے سب کے پاس سے گزرتے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں میں تشریف لے گئے۔ سڈنی (آسٹریلیا) میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہائش مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں ہے۔

مسجد بیت الھدیٰ، سڈنی (آسٹریلیا)

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کو 1983ء میں سڈنی شہر سے باہر Marsden Park کے علاقہ میں 28/ ایکڑ قطعہ زمین خریدنے کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پہلے دورہ آسٹریلیا کے دوران 30/ستمبر 1983ء کو آسٹریلیا کے اس براعظم میں پہلی احمدیہ مسجد ''مسجد بیت الھدیٰ'' کا سنگ بنیاد رکھا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ نے بھی اس مسجد کی بنیاد میں ایک اینٹ نصب فرمائی۔ آپ حضورؒ کی خصوصی ہدایت پر اس مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب میں شمولیت کے لئے پاکستان سے آسٹریلیا تشریف لے گئے تھے۔

سرزمین آسٹریلیا کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جہاں اس برّ اعظم میں 1903ء میں احمدیت کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حسن موسیٰ خان صاحبؓ کے ذریعہ ہوا وہاں اس برّ اعظم میں پہلی احمدیہ مسجد کی بنیاد میں ایک صحابی کو اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس مسجد کی تعمیر مئی 1989ء میں مکمل ہوئی۔

حضورؒ نے اپنے دوسرے دورہ آسٹریلیا میں 14 جولائی 1989ء کو اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔

اس مسجد کے ایک طرف ہائی وے Richmond Road اور دوسری طرف Hansworth Road گزرتی ہے۔ اس مسجد کی دو منزلہ خوبصورت عمارت اپنے سفید رنگ اور گنبد اور مینار کی وجہ سے دور ہی سے نظر آتی ہے اور مختلف راستوں سے گزرنے والے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرواتی ہے۔ یہ مسجد نمازیوں کے لئے دو بڑے ہال، دو بڑے کمروں، دفاتر، لائبریری، مشن ہاؤس اور گیسٹ ہاؤس پر مشتمل ہے۔ مسجد کا ایک مینار جو منارۃ المسیح کی طرز پر تعمیر کیا گیا ہے سو فٹ بلند ہے اور ایک رفیع الشان گنبد بھی ہے۔

آسٹریلیا کی یہ مسجد اس لحاظ سے خاص اہمیت رکھتی ہے کہ اس کی تعمیر کے مختلف مراحل میں احمدی احباب ومستورات نے وقار عمل کے ذریعہ بھرپور خدمات سرانجام دی ہیں۔ وقار عمل کے ذریعہ مختلف کاموں کے علاوہ عمارتی کام مکمل ہونے پر

اس مسجد کی وسیع وعریض عمارت کے رنگ وروغن کا کام باقی تھا جس پر پچاس ہزار ڈالرز لاگت متوقع تھی۔ آسٹریلیا کے احمدیوں نے یہ کام خود سنبھالا۔ مختلف کمرے مختلف خاندانوں کے سپرد کئے گئے۔ انہوں نے اپنے فارغ اوقات کی رعایت سے یہ کام مکمل کیا۔ ایک حصہ لجنہ کے سپرد تھا۔ چنانچہ انہوں بھی یہ کام نہایت دلچسپی سے اور بخوبی سرانجام دیا۔

اس مسجد کا گنبد جس کا گھیرا 24 فٹ ہے اور جس کی کلغی کی اونچائی 7 فٹ ہے اس کی تعمیر گراؤنڈ پر کی گئی۔ اسٹیل فریم تو احمدی احباب نے خود تیار کیا اور اس پر فائبر گلاس چڑھانے کا کام احمدی مستورات نے کیا جو واقعۃً ایک کارنامہ ہے۔ یہ گنبد تیار ہونے کے بعد اتنا بڑا اور اتنا وزنی تھا کہ اسے ایک کرین کی مدد سے اٹھا کر مسجد کی چھت پر رکھا گیا۔

مین روڈ سے جماعت کے اس قطعہ زمین اور مسجد تک کا فاصلہ 1.3 کلو میٹر ہے جماعت نے 1.3 کلو میٹر کی دو رویہ پختہ سڑک تعمیر کی ہے جو مسجد تک آتی ہے۔ یہ سڑک اور اس کا اردگرد کا علاقہ جماعت کی اپنی ملکیت ہے۔ مین روڈ کے اوپر ہی جہاں سے یہ سڑک ہوتی ہے مین گیٹ ہے جہاں احمدیہ مشن کا بورڈ آویزاں ہے۔

مسجد بیت الھدیٰ کا معائنہ

ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ کے لئے تیار کی گئی مارکی میں تشریف لا کر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کے بیرونی حصوں کا معائنہ فرمایا اور مختلف حصے دیکھے اور مسجد کے دائیں بائیں دفاتر وغیرہ کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ نیز حضور انور نے دریافت فرمایا کہ اب یہاں مزید تعمیر کی کیا پلاننگ ہے۔ جس پر امیر صاحب آسٹریلیا نے بتایا کہ یہاں ایک بڑا ہال تعمیر کرنے کا پروگرام ہے اس کے علاوہ گیسٹ ہاؤس اور ذیلی تنظیموں کے دفاتر وغیرہ بھی تعمیر ہونے ہیں۔ مسجد کا یہ رقبہ 28 ایکڑ ہے۔ حضور انور نے مختلف اطراف سے اس قطعہ زمین کی حدود کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

مسجد کے اردگرد مختلف حصوں میں جلسہ سالانہ کے انتظامات کے لئے شامیانے اور خیمے لگے ہوئے ہیں۔ حضور انور ان کے بارہ میں بھی دریافت فرماتے رہے۔ کچھ دیر کے اس وزٹ کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

Chifley کے فیڈرل ممبر پارلیمنٹ سے ملاقات

پروگرام کے مطابق ساڑھے پانچ بجے علاقہ Chifley کے فیڈرل ممبر پارلیمنٹ Roger Price حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے حضور انور کی رہائش گاہ پر تشریف لائے۔ حضور انور سے ان کی یہ ملاقات قریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ مختلف باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال ہوا۔ ممبر پارلیمنٹ یہ سن کر حیران ہوئے کہ ایک مذہبی رہنما ہونے کے باوجود حضور انور کا زندگی کے مختلف امور پر وسیع علم ہے۔ موصوف نے اس بات میں بہت دلچسپی لی کہ حضور انور کے پاس زراعت کے بارہ میں وسیع علم ہے۔ خاص طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی غانا افریقہ میں گندم اگانے کی کوشش کے بارہ میں دلچسپی کا اظہار کیا۔

گفتگو کے دوران موصوف نے حضو رانور سے جماعت کی تعلیم اور صحت کے بارہ میں خدمات کے بارہ میں پوچھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان دونوں میدانوں میں جماعت کی خدمات کے بارہ میں بتایا۔

مختلف امور اور موضوعات پر تفصیلی گفتگو بڑے خوشگوار ماحول میں جاری رہی۔ ممبر پارلیمنٹ Roger Price نے بتایا کہ انہیں کسی کام کے سلسلہ میں ملک سے باہر جانا پڑ رہا ہے ورنہ وہ حضور کے ساتھ اور وقت گزارتے اور حضور کو ملک کے دارالحکومت Canberra اور پارلیمنٹ ہاؤس کا وزٹ کرواتے۔ انہوں نے کہا جب حضور اگلی دفعہ آسٹریلیا آئیں گے تو وہ حضور انور کے ساتھ اور زیادہ وقت گزاریں گے۔ انہوں نے جماعت کی مختلف میدانوں میں خدمات کو بھی سراہا۔

مہمان موصوف نے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے کامیاب دورہ کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا اور حضور انور کا شکریہ ادا کیا۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

پارلیمنٹ کے اس ممبر سے ملاقات کے بعد قریباً ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے جہاں فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

آج آسٹریلیا کی جماعت سڈنی اور میلبورن کی 45 فیملیز کے 170 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ اور حضور انور کے ساتھ تصویریں بھی بنوائیں۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام رات آٹھ بجے تک جاری رہا۔

ملاقاتوں کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ مارکی میں تشریف لا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

آسٹریلیا میں احمدیت کا آغاز

آسٹریلیا دنیا میں واحد ایسا ملک ہے جو پورے برّ اعظم پر محیط ہے یہ دنیا کا سب سے بڑا جزیرہ اور سب سے چھوٹا برّ اعظم ہے۔ اس ملک کا تہائی حصہ صحرا پر مشتمل ہے۔ آبادی کا اَسّی فیصد حصہ سمندر کے ساتھ آباد ہے۔ آسٹریلیا قریباً چار ہزار کلو میٹر چوڑا ہے اور شمالاً جنوباً اس کی لمبائی 3700 کلو میٹر ہے۔ اس ملک کا کل رقبہ 7,659,861 مربع کلو میٹر ہے اور آبادی 19 ملین سے اوپر ہے۔

یہاں کے اصل باشندوں کو Aboriginies کہا جاتا ہے جو گزشتہ ساٹھ ہزار سال سے یہاں آباد ہیں۔ یہ 600 سے زیادہ قبائل میں بٹے ہوئے ہیں۔ ان کی آبادی اس وقت تین لاکھ کے قریب بتائی جاتی ہے۔

آسٹریلیا میں احمدیت کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت حسن موسیٰ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ 1903ء میں ہوا۔ آپ افغان قبیلہ "ترین" سے تعلق رکھتے تھے اور 1901ء میں آسٹریلیا میں آکر آباد ہوئے اور 1903ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی سعادت پائی۔ آپ مختلف شہروں میں تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

1921ء میں آپ نے The Muslim Sunshine کے نام سے ایک مفید دلچسپ رسالہ بھی شائع کیا۔

آپ نے 18 راگست 1945ء کو آسٹریلیا میں وفات پائی اور آسٹریلیا کے شہر Perth کے Karrakatta نامی قبرستان میں دفن ہوئے۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آسٹریلیا میں سات مختلف شہروں میں بڑی فعّال اور مضبوط جماعتیں قائم ہیں اور جماعت کو 28 ایکڑ رقبہ پر بڑی وسیع وعریض مسجد اور مشن ہاؤس تعمیر کرنے کی توفیق عطا ہوئی ہے۔ دوسرے شہروں میلبورن، برزبن اور ایڈیلائیڈ میں جماعت کے مشن ہاؤسز ہیں اور بعض جگہوں پر جماعت نے قطعات زمین بھی خریدے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ آسٹریلیا کو ملک میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے اور حکومت جماعت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ الحمدللہ

12 اپریل 2006 بروز بدھ:

صبح سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

انفرادی واجتماعی ملاقاتیں

ساڑھے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے جہاں پروگرام کے مطابق فیملیز اور انفرادی احباب کی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج جماعت احمدیہ سڈنی (آسٹریلیا) کے علاوہ پاکستان، بنگلہ دیش اور ماریشس سے آنے والے احباب نے بھی حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ مجموعی طور پر پچاس فیملیز کے 147 احباب نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دوپہر ایک بجے تک جاری رہا۔ ڈیڑھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

بعد از سہ پہر حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

Solomon Islands کے وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات

پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے دفتر تشریف لائے جہاں Solomon Islands سے آنے والے وفد کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

Solomon Islands سے چھ افراد پر مشتمل ایک وفد جلسہ سالانہ آسٹریلیا میں شمولیت کے لئے پہنچا ہے۔ 900 جزائر پر مشتمل یہ ملک South Pacific Ocean میں ملک پاپوانیوگنی سے مشرق کی طرف واقع ہے۔ اس ملک کی آبادی 5,52438 ہے۔ یہاں Melanesian، Polynesian اور Micronesian اقوام آباد ہیں۔ ملک کا دارالحکومت Honiara ہے۔ اس ملک کو 7 رجولائی 1978ء کو برطانیہ سے آزادی ملی۔

اس ملک میں احمدیت کا نفوذ حافظ احمد جبرئیل سعید صاحب کے ذریعہ 1994ء میں ہوا۔ یہاں ان کے قیام کے دوران چند لوگوں نے احمدیت قبول کی اور جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ 2001ء میں اس ملک کو آسٹریلیا مشن کے سپرد کیا گیا۔ امیر صاحب آسٹریلیا نے یہاں موسیٰ بن مصران صاحب کو بطور واقف عارضی بھجوایا جنہوں نے لمبا عرصہ قیام کر کے جماعت کو آرگنائز کیا اور تبلیغی پروگراموں میں مزید کامیابیاں حاصل کیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کے مختلف جزیروں میں جماعت کا قیام عمل میں آچکا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر جماعت مبشر مارٹن Rasu صاحب سے اس ملک میں جماعت کی تعداد کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ نیز دریافت فرمایا کہ آپ نے کس طرح احمدیت قبول کی تھی۔ صدر صاحب جماعت نے بتایا کہ حافظ احمد جبرئیل صاحب کے ذریعہ 1994ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ اس ملک میں پہلے کوئی مسلمان نہیں تھا۔ اس طرح جماعت احمدیہ کے ذریعہ اس ملک میں پہلی بار اسلام داخل ہوا ہے۔

حضور انور نے مجلس عاملہ کے قیام کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ جس پر بتایا گیا کہ چھ عہدیداران پر مشتمل مجلس عاملہ قائم ہے۔ صدر صاحب خدام الاحمدیہ سالومن آئی لینڈ بھی اس وفد میں شامل تھے۔ حضور انور نے ان سے خدام کی تعداد دریافت فرمائی۔ حضور انور نے خدام سے رابطوں کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا۔ حضور انور کو بتایا گیا کہ ان جزائر میں بڑا ذریعہ سفر کشتی ہے۔ ایک سے دوسرے جزیرہ تک جانے کے علاوہ جزیرہ کے اندر بھی سفر کا بڑا ذریعہ کشتی ہی ہے۔ بعض جگہ ٹرک وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔

صدر صاحب خدام الاحمدیہ کے بارہ میں بتایا گیا کہ وہ مستقبل میں اپنے جزیرہ کے پیراماؤنٹ چیف بننے والے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: ان کا آئی لینڈ کتنا بڑا ہے۔ صدر صاحب نے بتایا کہ 99 آئی لینڈز میں ان کا قبیلہ آباد ہے۔ حضور انور نے چیف کے انتخاب کے بارہ میں طریق کار بھی دریافت فرمایا۔

حضور انور نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ کو ہدایت فرمائی کہ خدام کی فہرستیں بنائیں اور ان کی تجنید مکمل کریں۔ ہر ایک سے آپ کا رابطہ ہونا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا: چونکہ خدام مختلف جزائر میں آباد ہیں اس لئے ان جزائر میں ایسے قائد مقرر کریں جو آپ کے ساتھ کام کر سکیں اور خدام الاحمدیہ کو اکٹھا کریں تا کہ آپ کو پتہ چل سکے کہ مجموعی تعداد کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا: اپنے مبلغ کے ساتھ مل کر آرگنائز کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے MTA کا بھی جائزہ لیا۔ صدر صاحب نے بتایا کہ اللہ کے فضل سے ایم ٹی اے دیکھا جا رہا ہے۔ حضور انور نے موسیٰ بن مصران صاحب کو ہدایت فرمائی کہ آپ وہاں ایم ٹی اے کی ٹیم کے ساتھ جائیں اور ایم ٹی اے کے لئے ڈاکومنٹری تیار کر کے بھجوائیں۔

حضور انور نے صدر صاحب سے دریافت فرمایا کہ دوسرے جزائر جہاں احمدی موجود ہیں وہاں کے فاصلے کتنے ہیں اور آپ کا ان احمدی احباب سے کب رابطہ ہوتا ہے۔ اس پر صدر صاحب جماعت نے بتایا کہ بعض جزائر سے تو باقاعدہ جہاز آتے رہتے ہیں لیکن بعض جگہ سے باقاعدہ سروس نہیں ہے۔

حضور انور نے صدر صاحب جماعت سالومن آئی لینڈز کو ہدایت فرمائی کہ آپ جماعت آسٹریلیا کے ماتحت ہیں۔ مختلف جزائر کے وزٹ کا پروگرام بنائیں اور اخراجات کا جائزہ لے کر بھجوائیں۔ اس سفر کے دوران تبلیغ کے علاوہ ان جزائر میں موجود احمدیوں کی تربیت اور ان کو منظّم کرنے کا بھی کام کریں۔ حضور انور نے فرمایا: پہلے اپنے سارے پروگرام کو امیر صاحب آسٹریلیا سے Approve کروائیں۔

اس ملک میں غانا سے آنے والے ایک معلم متعین ہیں۔ حضور انور نے انہیں ہدایت فرمائی کہ اپنی روزانہ کی ڈائری کا خلاصہ ہر ماہ امیر صاحب آسٹریلیا کو بھجوایا کریں اور اپنی ماہانہ رپورٹ کارگزاری مجھے بھجوائیں۔

حضور انور نے سیکرٹری صاحب مال سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے پاس چندہ دہندگان اور مالی حساب کتاب کا سارا ریکارڈ موجود ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے پاس آمد وخرچ کا سارا ریکارڈ ہونا چاہئے اور بنک کے حساب کا بھی ریکارڈ ہونا چاہئے۔

حضور انور نے صدر صاحب جماعت سے فرمایا کہ جو بھی اخراجات ہوں آپ کی نظر سے گزرنے چاہئیں کہ جو خرچ ہوا ہے درست اور صحیح جگہ پر ہوا ہے۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے انہیں بجٹ بنانے کے طریق اور حساب وکتاب اور آمد وخرچ کے بارہ میں تفصیل

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

پیدائشِ انسانی کے مختلف مراحل کے متعلق قرآنی بیان کی صداقت پر جدید سائنسی وطبی تحقیقات کی گواہیاں

(عبدالرب انورمحمود۔ امریکہ)

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے

یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ کروڑوں بلکہ اربوں نفوس انسانی قرآن کریم کی معرفت سے خدا سے متعارف ہوئے اور کلام پاک کی انمول اور یکتا تحریر نے انہیں دعوت اسلام دی۔ایک دلچسپ امر یہ ہے کہ سائنسی محققین نے سائنسی حقائق مشاہدہ کئے اور انہیں قرآنی بیان سے مکمل طور پر ہم آہنگ پایا۔قرآنی فضیلت سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے اور رسول کریم ﷺ کی صداقت کا اعلان کئے بغیر نہ رہ سکے ۔ جب ہم ان مشاہدات اور واقعات پر اطلاع پاتے ہیں تو بے اختیار زبان سے جاری ہوجاتا ہے:۔

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے

قرآن کریم خدا کا قول ہے اور صحیفہ قدرت اس کا فعل اور ہر دور میں جدا جدا پایا ہم کوئی تفاوت نہیں۔یعنی یہ ناممکن ہے کہ قرآن کریم نے کائنات کے بارے میں کوئی صداقت پیش کی ہو اور کائنات میں اس کے متضاد عمل نظر آتا ہو۔اس وصف میں بھی قرآن کریم ایک منفرد مقام کا حامل ہے جبکہ دیگر مذہبی کتب میں جا بجا تضاد نظر آئے گا۔مشہور زمانہ مثال زمین کے گول ہونے اور سورج کے گرد چکر لگانے کی ہے بائبل میں چونکہ لکھا گیا تھا کہ زمین چپٹی ہے اور جب گیلیلیو نے یہ حقیقت دریافت کی کہ زمین گول ہے اور دوطور پر اس کی گردش جاری ہے اپنے محور پر بھی اور سورج کے گرد بھی۔تو عیسائی دنیا نے اس کو سخت سزائیں دیں کہ وہ بائبل کے خلاف بیان کر رہا ہے۔1990ء کی دہائی میں پوپ نے اس کارروائی پر پشیمانی کا اظہار کیا اور گیلیلیو سے معافی مانگی۔ ؎

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

اسی طرح دیگر مذہبی کتب میں بھی فرضی قصے اور کہانیاں درج ہیں۔ان کی صرف ایک وجہ ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ نے ان کی نگرانی چھوڑ دی کیونکہ یہ تمام وقتی تعلیمات تھیں اور مرور زمانہ کے باعث ان میں تبدیلیاں عمل میں آئیں اور انسانی خیالات ان میں شامل ہوگئے۔

اس کے برخلاف قرآن کریم کی خدا تعالیٰ خود حفاظت فرما رہا ہے اور حفاظت کلام کا وعدہ خود قرآن میں درج ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ﴾ (الحجر:10) قرآن کریم میں 6ہزار سے زائد آیات ہیں اور ایک ہزار کے لگ بھگ وہ آیات ہیں جن میں صحیفہ قدرت کے مضامین بیان ہوئے ہیں اور اس سلسلہ میں متعدد حقائق اور پیشگوئیاں مذکور ہیں۔گویا معرفت کی ایک گہری کان ہے جس سے وقتاً فوقتاً انمول جواہرات اخذ کئے جاتے ہیں اور اخذ کئے جاتے رہیں گے۔

سائنسی محققین چونکہ صداقت کی کھوج میں رہتے ہیں اور کائنات کی کنہ معلوم کرنے میں مصروف العمل ہیں چنانچہ متعدد مرتبہ اللہ تعالیٰ ان پر وہ اسرار کھولتا ہے جو سراسر صداقت پر مبنی ہوتے ہیں۔اسی طرح قرآن کریم پر تدبیر اور پاکیزگی قلب سے غور وفکر سے عارف باللہ کو وہ مضامین نظر آتے ہیں جو ان سائنسی صداقتوں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں انہی حقائق کو حضرت مسیح پاکؑ نے اپنے عارفانہ کلام میں یوں فرمایا ؎

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے

یعنی آیات قرآنی خالق حقیقی کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اور خدا کے کلام کی یہ خوبی ہے کہ ان مقدس آیات کے حقیقی علم کے بغیر انسان یقین کے بلند منار پر نہیں پہنچ سکتا۔کائنات یقیناً صنّاعِ حقیقی کی فعلی شہادت ہے تاہم اس کی حقیقی معرفت اور تصدیق خدا کے کلام سے ہی ممکن ہے۔

یوں تو مختلف سائنسدان اپنے اپنے شعبہ جات تحقیق میں مصروف العمل رہتے ہیں لیکن بعض ایسے خوش نصیب وجود ہیں جو دورانِ تحقیق جب کسی غیر معمولی مشاہدہ سے گزرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ اطلاع پاتے ہیں کہ قرآن کریم نے بھی اس صداقت کو بیان کیا ہے تو وہ قرآنی بیان میں مزید جستجو کرتے ہیں اور حق کی تصدیق پر برملا کلمہ توحید ان کی زبان سے جاری ہوجاتا ہے۔

ذیل میں قارئین کا تعارف چند ایسے سائنسدانوں سے کراتا ہوں جنہوں نے اپنی تحقیق کے دوران قرآن کریم کے مطالعے کا شرف حاصل کیا اور اس کے کلام ربانی ہونے کی تصدیق کی۔سب سے پہلے میں وہ قرآنی آیات پیش کرتا ہوں جن کو پڑھ کر یہ معززین ورطہ حیرت میں پڑ گئے۔اللہ تعالیٰ سورۃ مومنون میں تخلیق انسانی کے مدارج ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

﴿وَلَقَدۡ خَلَقۡنَاالۡاِ نۡسَانَ مِنۡ سُلٰلَۃٍ مِّنۡ طِیۡنٍ۔ ثُمَّ جَعَلۡنٰہُ نُطۡفَۃً فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ۔ ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَۃَ مُضۡغَۃً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا۔ ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ۔ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ﴾

(المومنون:13-15)

" اور یقیناً ہم نے انسان کو گیلی مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا پھر ہم نے اسے نطفہ کے طور پر ایک ٹھہرنے کی محفوظ جگہ میں رکھا۔پھر ہن نے اس نطفے کو الگ لوتھڑا بنایا پھر لوتھڑے کو مضغہ (یعنی گوشت کے مشابہ جما ہوا خون) بنا دیا پھر اس مضغہ کو ہڈیاں بنایا پھر ہڈیوں کو گوشت پہنایا پھر ہم نے اسے نئی خلقت کی صورت میں پروان چڑھایا۔پس ایک وہی اللہ برکت والا ثابت ہوا جو سب تخلیق کرنے والوں سے بہتر ہے۔‘‘

(المومنون آیات ۱۲: ۱۴)

ان آیات میں پیدائش انسانی کے چھ مراحل بیان کئے گئے ہیں۔یہ بیان اس قدر مکمل ہے کہ آج کی تمام تحقیقات صرف اسے نصف سے تین چوتھائی حصہ کو سمجھ پائی ہیں۔ایک درجن سے زائد ماہرین مطالعہ جنین نے ان آیات کے مطالعہ سے قرآن کریم کے حیرت انگیز بیان کی نہ صرف تعریف کی بلکہ ان میں سے بعض نے کلمہ توحید پڑھ کر اسلام کی صداقت کا اقرار کرلیا۔

ان میں سے ایک سائنسدان کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی وفات سے دو ماہ قبل 16 ؍فروری 2003ء کے خطبہ جمعہ میں ذکر فرمایا جو ٹورنٹو یونیورسٹی سے متعلق ہیں۔حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:۔

’’ آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں جب بچہ ساڑھے چار ماہ کا ہوتا ہے تو اس میں روح ڈالی جاتی ہے۔ٹورانٹو یونیورسٹی کے ایک کینیڈین پروفیسر نے اس حدیث کو آنحضرت ﷺ کی صداقت میں پیش کیا ہے۔کیونکہ سائنسدانوں نے جس حقیقت کو پایا ہے اسے آنحضرت ﷺ نے چودہ سو برس پہلے ہی سے بیان فرما دیا۔اب میرے پاس اس کا حوالہ تو موجود نہیں ہے مگر مجھے اتنا یاد ہے کہ اس کینیڈین پروفیسر نے آنحضرت ﷺ کے متعلق عرض کیا تھا کہ مَیں ان کو سچا مانتا ہوں کیونکہ ساڑھے چار ماہ بعد آپ نے فرمایا ہے کہ بچہ میں روح پڑتی ہے اور ساڑھے چار ماہ سے پہلے اگر کسی کے ابارشن (Abortion) ہوجائے تو وہ لوتھڑا ہے جو مر جائے گا۔ساڑھے چار ماہ بعد خواہ INCUBATOR میں رکھنا پڑے مگر وہ ضرور پل سکتا ہے۔تو یہ بھی رسول کریم ﷺ کی صداقت کا ایک نشان بیان کیا گیا ہے۔‘‘

(الفضل انٹر نیشنل ۲۱ مارچ ۲۰۰۳ء صفحہ 5)

جس کینیڈین پروفیسر کا ذکر حضورؒ نے فرمایا وہ ڈاکٹر کیتھ مور ہیں جنہوں نے ان آیات قرآنی کا گہرا مطالعہ فرمایا اور ۱۹۸۲ء میں سعودی عرب کی ایک میڈیکل کانفرنس سے خطاب کیا اور اپنا تحقیقی مقالہ پیش کیا۔اسی محفل میں آپ نے فرمایا:

"For the past three years, I have worked with the Embryology Committee of King Abdulazîz University in Jeddah, Saudi Arabia, helping them to interpret the many statements in the Qur'ân and Sunnah referring to human reproduction and prenatal development. At first I was astonished by the accuracy of the statements that were recorded in the 7th century AD, before the science of embryology was established. Although I was aware of the glorious history of Muslim scientists in the 10th century AD, and some of their contributions to Medicine, I knew nothing about the religious facts and beliefs contained in the Qur'ân and Sunnah."

Dr. Kieth Moore Professor Emeritus, Department of Anatomy and Cell Biology, University of Toronto. Distinguished embryologist and the author of several medical textbooks, including Clinically Oriented Anatomy (3rd Edition) and The Human Developing
(5th Edition, with T.V.N Persaud).

” گذشتہ تین سال سے میں کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی کے زیر اہتمام EMBRYOLOGY کمیٹی کے ساتھ مل کر قرآن کریم کی کچھ آیات اور سنت کے مسائل پر تحقیق میں مشغول ہوں۔ یہ وہ آیات ہیں جن میں پیدائشِ انسانی اور جنین کی حالتوں کی طرف اشارے ہیں۔مَیں شروع ہی میں قرآنی بیان پڑھ کر ورطۂ حیرت میں پڑ گیا کہ یہ بیان کس قدر درستی صحت پر مبنی ہے جو ساتویں صدی میں درج کیا گیا جب مطالعہ جنین کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا۔اگر چہ میں دسویں صدی کے مسلمان محققین کی شاندار تاریخ سے واقف ہوں اور میڈیکل سائنس میں ان کے عظیم کردار کا علم رکھتا ہوں لیکن مجھے قرآن کریم اور سنت میں بیان کردہ حقائق سے کوئی واقفیت نہیں تھی۔‘‘

"THE DEVELOPING HUMAN WITH ISLAMIC ADDITIONS" THIR DEDITION
W.B SOUNDERS CO.1982

اسی طرح قاہرہ کانفرنس میں انہوں نے فرمایا:۔

"It has been a great pleasure for me to help clarify statements in the Qur'ân about human development. It is clear to me that these statements must have come to Muhammad from God, or Allah, because most of this knowledge was not discovered until many centuries later. This proves to me that Muhammad must have been a messenger of God, or Allah."

” مجھے بے حد خوشی ہے کہ میں قرآن کریم کی آیات در بارہ جنین اور اسکی روئیدگی کے بارے میں ان کی حقیقت واضح کر سکا۔ یہ بات بالکل صاف ہے کہ محمد ﷺ کو یہ علم خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا کیونکہ اس علم کا بیشتر حصہ دنیا میں آنحضرت ﷺ کی بعثت کے کئی صدیوں بعد دریافت ہوا۔یہ ثابت کرتا ہے کہ محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں۔

(SCIENTIFIC SIGNS OF THE QURAN AND SUNNA BY ABDUL MAJEED ZINDANI
http:www.it_is_truth.org)

اپنی تحقیقات کی تکمیل پر پروفیسر کیتھ مور نے نہایت واشگاف الفاظ میں اس قرآنی عظمت کو بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"...Because the staging of human embryos is complex, owing to the continuous process of change during development, it is proposed that a new system of classification could be developed using the terms mentioned in the Qur'ân and Sunnah. The proposed system is simple, comprehensive, and conforms with present embryological knowledge.

"The intensive studies of the Qur'ân and Hadîth in the last four years have revealed a system of classifying human embryos that is amazing since it was recorded in the seventh century A.D... the descriptions in the Qur'ân cannot be based on scientific knowledge in the seventh century..."

’’چونکہ انسانی جنین کے ارتقائی مراحل پیچیدہ ہیں اور مستقل عملی تبدیلی کا شکار ہیں اس امر کی ضرورت ہے کہ ان کی زمرہ بندی قرآنی بیان کے مطابق کی جائے اور قرآنی اصطلاحات کو اس تقسیم کی بنیاد قرار دیا جائے۔ یہ سسٹم جو قرآن نے پیش کیا سادہ، مکمل اور تمام پہلوؤں پر

حاوی اور موجودہ علم جنین کی تصدیق کرتا ہے ......
......گزشتہ چار سالوں کے عمیق مطالعہ قرآن وحدیث نے انسانی جنین کے مراحل کی زمرہ بندی کے نئے اسلوب سکھائے ہیں اور یہ بات حیرت انگیز ہے کہ یہ بیان ساتویں صدی میں ریکارڈ ہوا۔ فی الحقیقت قرآنی بیان کی بنیاد ساتویں صدی کے علمی معیار پر نہیں ہوسکتی۔ اس سے صرف قدرتی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہ قرآنی بیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی نازل ہوا۔ آپ کو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ تفصیلات ہرگز معلوم نہ تھیں کیونکہ وہ اُمّی تھے اور کسی سے سائنسی علم سے مکمل نابلد۔‘‘

ڈاکٹر کیتھ مور نے متعدد کتب تصنیف فرمائیں بلکہ ان کی بعض کتب علم الابدان میں مطالعہ جنین (EMBRYOLOGY) کے لئے بطور درسی کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ جن میں ایک مشہور زمانہ کتاب THE DEVELOPING HUMAN ہے۔ قرآن کریم کے مطالعہ کے بعد انسانی پیدائش کی منازل قرآن وسنت کی روشنی میں تحریر کی۔ اس کتاب میں آپ نے قرآنی آیات میں بیان فرمودہ حقائق کو یوں بیان کیا۔

Literally, the Arabic word alaqah has three meanings: (1) leech, (2) suspended thing, and (3) blood clot.

In comparing a leech to the embryo at the transitory stage (alaqah), we find similarities between the two. (1)

The embryo at this stage, obtains nourishment from the blood of the mother, similar to the leech which feeds on the blood of others. (2)

The second meaning of the word alaqah is "suspended thing". This is apparent in the figure below, which shows the suspension of the embryo, during the alaqah stage, in the womb of the mother. (3)

The third meaning of the word alaqah is "blood clot." We find that the external appearance of the embryo and its sacs during the alaqah stage is similar to that of a blood clot. This is due to the presence of relatively large amounts of blood present in the embryo during this stage. (4)

Also during this stage, the blood in the embryo does not circulate until the end of the third week. (5)

Thus, the embryo at this stage is like a clot of blood.

So the three meanings of the word alaqah correspond accurately to the descriptions of the embryo at the alaqah stage.

The next stage mentioned in the verse is the mudghah stage. The Arabic word mudghah means "chewed substance." If one were to take a piece of gum and chew it in his/her mouth and then compare it with an embryo at the mudghah stage, we would conclude that the embryo at the mudghah stage acquires the appearance of a chewed substance.

The similarities between the embryo at the mudghah stage and the appearance of a chewed-like substance are because of the somites at the back of the embryo that "somewhat resemble teeth marks in a chewed substance."(6)

*Alaqah: Bloodsucker (Pg.92), Suspended (Pg.745), Clot (Pg.146). Elias Modern Dictionary, E-A, 1992

** Mudghah: Chewed (Pg.137) Elias Modern Dictionary, E.A, 1992

(1) The developing Human, Moore and Persaud, 5th ed., Page: 8

(2) Human Development as described in the Quran and Sunnah, Moore and others, Page: 36

(3) A brief guide to understanding Islam with colorful illustrations, I. A. Ibrahim, Page:6

(4) Human Development as described in the Quran and Sunnah, Moore and others, Page: 37-38

(5) The developing Human, Moore and Persaud, 5th ed., Page: 65

(6) The developing Human, Moore and Persaud, 5th ed., Page: 8

(7) The Developing Human, Moore and Persaud, 5th ed., p. 9

(8) A brief guide to understanding Islam with colorful illustrations, I. A. Ibrahim, Page: 10, 11

http://www.beconvinced.com/en/ article. php?articleid=0083 &catid=04&subcs%20Of%20The%20Quraanatname=Miracle

’’پھر ہم نے اسے نطفہ کے طور پر ٹھہرنے کی محفوظ جگہ میں رکھا۔ اس آیت میں نطفہ سے مراد sperm یا SPEMATOZA ہے مگر ارفع معانی کے لحاظ سے اس سے مراد ZYGOTE ہے جو تقسیم ہو کر BLASTOCYST بناتا ہے اور بچہ دانی کی اندرونی دیوار میں نصب ہو جاتا ہے یہ معانی قرآن کریم کی ایک اور آیت کی وضاحت کرتے ہیں جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان کو ایک ملے جلے قطرہ سے پیدا کیا گیا۔ چنانچہ ZYGOTE مرد کے SPERM اور عورت کے EGG سے مل کر بنتا ہے۔

’’پھر ہم نے اس نطفہ کو لوتھڑا بنایا‘‘ لغوی معنی کے لحاظ سے عَلَقَہ کے تین معانی ہیں 1۔ جونک یا LEECH 2۔ معلق چیز اور نمبر 3 جما ہوا خون۔ چنانچہ (اس میٹھے پانی کے کیڑے) LEECH اور عَلَقَہ کی ظاہری صورت ایک دوسرے سے بہت ملتی ہے۔ ذیل کی شکل اس مشابہت کو ظاہر کر رہی ہے اس مرحلہ پر انسانی جنین ماں کے خون سے غذا حاصل کرتا ہے جس طرح LEECH دوسرے جانوروں سے چمٹ کر اس کا خون چوستی ہے عَلَقَہ کے دوسرے معانی معلق چیز کے ہیں چنانچہ یہی کیفیت ہوتی ہے جنین کی جو بچہ دانی کی دیوار سے معلق ہو جاتا ہے۔

عَلَقَہ کے تیسرے معانی جمے ہوئے خون کے ہیں۔ چنانچہ ہمارا مشاہدہ بتاتا ہے کہ اس مرحلے پر عَلَقَہ کی بیرونی ہیئت اور اس کی تھیلی جمے ہوئے خون سے مشابہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جنین میں ایک بھاری مقدار میں خون جمع ہو جاتا ہے جب وہ عَلَقَہ کی حالت میں ہوتا ہے اس حالت میں خون کی گردش ابھی شروع بھی نہیں ہوئی ہوتی جب تک کہ تین ہفتے نہ گزر جائیں اسی وجہ سے جنین اس مرحلے پر جمے ہوئے خون سے مشابہ ہوتا ہے۔

چنانچہ عَلَقَہ کے ہر سہ معنی جنین کی اصل کیفیت کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ اس سے اگلا مرحلہ مُضْغَہ (MUDGHA) کہلاتا ہے ‘عربی زبان میں مُضْغَہ کے معنی ’’ایک چبایا ہوا مادہ‘‘ (CHEWED SUBSTANCE) ہیں۔ اگر کوئی شخص ایک Gum کے ٹکڑے کو اپنے منہ میں رکھ کر چبائے تو اس Gum کی جو شکل بنے گی مُضْغَہ کو اس سے مشابہت ہے اور ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ مُضْغَہ ایک چبایا ہوا مادہ کی طرح ہے۔ قرآن کریم اس کے بعد یہ بتلاتا ہے کہ اس چبائے ہوئے مادہ سے ہڈیاں بنتی ہیں۔ جن پر گوشت چڑھایا جاتا ہے۔ جنین کی نشوونما بالکل اسی ترتیب کے ساتھ ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

الغرض آٹھ ہفتوں کے بعد جنین نئی شکل میں آ جاتا ہے اس کو اس وقت FETUS کہتے ہیں۔۔‘‘

اس بیان سے واضح ہے کہ انسانی تجربہ جو اس نے برقی مائیکروسکوپ (MICROSCOPE) کے استعمال سے جنین کے مشاہدات کئے عین قرآن کریم کے بیان کے مطابق ہیں۔ علم جنین کے کئی اور ماہرین نے ان تحقیقات کا مطالعہ کیا اور ساتھ ہی قرآنی آیات پر بھی تدبر اور غور کیا اور وہ بھی اس نتیجہ پر پہنچے جس کی نشاندہی ڈاکٹر کیتھ مور نے کی۔ ذیل میں چند اور آراء پیش ہیں۔

Professer E.MARSHALL JOHNSON, CHAIRMAN, DEPT. OF ANATOMY AND THOMAS JEFFERSON DEV.BIOLOGY, UNIVERSITY, PHILADELPHIA نے شیخ زندانی صاحب کی ریسرچ کمیٹی میں کام کرنا شروع کیا جنہوں نے قرآنی آیات دربارہ پیدائش انسانی کا بغور مطالعہ کیا۔ ابتداءً انہوں نے اس امر سے انکار کیا کہ قرآن کریم میں ایسا بیان موجود ہے لیکن تفصیلی مطالعہ کے بعد فرمایا:۔

’’المختصر قرآن صرف نشوونما کی بیرونی ساخت کو ہی بیان نہیں کرتا بلکہ اندرونی مراحل جنین کو تفصیل سے بیان کرتا ہے اس کی پیدائش اور نشوونما پر روشنی ڈالتا ہے اور ان سب ضروری امور کی نشاندہی کرتا ہے جو موجودہ سائنس واضح کر رہی ہے............۔

مجھے کوئی اور شہادت اس بات کی نہیں ملتی کہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ مضامین کسی اور جگہ سے میسّر آئے ......لہٰذا بغیر کسی اشتباہ کے یہ ماننا پڑے گا کہ اس علم میں ایک خدائی ہاتھ ہے جو اس تحریر کے وقت اسکی مدد کر رہا تھا۔‘‘

(Video Tape of Interview by Abdul Majeed Zindani)

Prof: Joe Leigh simpson Deptt of ob/Gyn, Baylor college of Medicine , Houston Texas نے یہ ریمارکس دیئے:

’’محمد کی احادیث اس ذخیرۂ علم سے حاصل نہیں ہو سکتیں جو اس زمانہ میں دنیا میں موجود تھا۔ چنانچہ یہ نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے کہ اسلام اور Genetics یعنی علم مطالعہ جنین میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ فی الحقیقت اسلام سائنسی علوم میں بطور رہنما کے جو بذریعہ وحی حاصل کئے گئے ہیں سائنس کی رہنمائی کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں وہ بیان موجود ہے جو صدیوں بعد سائنسی دنیا میں صحیح ثابت ہوا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ علم قرآن خدا کی طرف سے ہے‘‘۔

DR.TEJATAT TEJASEN ,CHAIRMAN AND FORMER DEAN, FACULTY OF MEDICINE,UNIVERSITY OF CHIANGMAI, THAILAND

تھائی لینڈ کے یہ پروفیسر بھی قرآن کریم کے بیان سے بے حد متاثر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ انہوں نے ان آیات پر تبصرہ یوں پیش کیا:۔

’’گزشتہ تین سال سے میں قرآن کریم کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ جو کچھ میں نے اس کانفرنس میں حاصل کیا میں یقین رکھتا ہوں کہ قرآن کریم نے چودہ سو سال قبل جو حقائق پیش کئے وہ سب صداقت پر مبنی ہیں اور سائنسی تجربات سے ثابت کئے جا سکتے ہیں۔ چونکہ محمد اُمّی تھے اور لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے وہ یقیناً خدا کے رسول تھے جن کو یہ انوار، نور حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ سے بذریعہ وحی عطا ہوئے تھے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ موقع ہے کہ ہم اقرار کریں کہ دنیا میں کوئی اور خدا نہیں مگر اللہ اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔ سب سے قیمتی چیز جو میں نے اس کانفرنس سے حاصل کی ہے وہ کلمہ توحید ہے۔‘‘ (video Tape Interview)

ان تمام سائنسدانوں نے قرآن کریم کی مختلف آیات علم جنین کے سلسلہ میں پیش کیں جن سے انہوں نے علوم جدیدہ کو سمجھا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اس پاکیزہ شعر میں اس عظیم سمندر کو چند حروف میں سمو دیا ہے۔

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے

دوسرے مصرعہ کی تصدیق خود ان سائنسدانوں نے اپنے اس بیان سے ثابت کر دی ہے کہ قرآن کریم کی بیان فرمودہ زمرہ بندی اور اقسام نہایت مکمل اور عین مشاہدات کے مطابق ہیں بلکہ مستقبل میں ان علوم کی ترتیب اسی قرآنی ترتیب کے ماتحت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دیگر محققین دنیا کو بھی اسی طرح نیک فطرت بنا دے کہ وہ صداقت قرآن کے گرویدہ ہو جائیں اور عاشقِ قراں کی طرح یہ کہنے لگیں۔

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

خلافت جوبلی دعائیہ پروگرام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدسالہ خلافت جوبلی کی کامیابی کے لئے احباب جماعت کو نوافل، روزوں اور دعاؤں کا پروگرام دیا ہوا ہے۔ احباب سے گزارش ہے کہ اس پروگرام کو پابندی سے جاری رکھیں اور ایک دوسرے کو بھی تلقین کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ خلافت کے بابرکت سایہ کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

خطبہ جمعہ

اخلاقی معجزات اور نیکیوں کے اعلیٰ معیار تبلیغ کے میدان بھی ہمارے لئے کھولیں گے اور اگلی نسلوں کی تربیت کے بھی سامان پیدا کریں گے۔

ہر احمدی کو، ہر بڑے کو، ہر عہدیدار کو، ہر ذمہ دار کو اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے تبھی محبت اور بھائی چارے کی فضا قائم ہوگی اور تبھی جماعت کی ترقی کے سامان پہلے سے بڑھ کر پیدا ہوں گے۔

صرف روایتی بکسٹال یا عشرہ تبلیغ منانے سے مقصد حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس کے لئے مزید بھی پلاننگ کرنی ہوگی۔

احباب جماعت کو اعلیٰ اخلاقی نمونے دکھانے، باہم محبت و پیار سے رہنے، تبلیغ و تربیت اور اطاعت نظام کا پابند بننے کی نہایت اہم تاکیدی نصائح۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ مورخہ 21/اپریل 2006ء(21/شہادت 1385ہجری شمسی) بمقام مسجد بیت الہدیٰ۔سڈنی (آسٹریلیا)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو تین دن تک میرا آسٹریلیا کا دورہ انشاء اللہ اختتام کو پہنچنے والا ہے۔ اس دورے میں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ میں شمولیت اور خطابات کی توفیق ملی، وہاں جماعت کے تقریباً تمام افراد سے انفرادی ملاقاتیں بھی ہوئیں اور دوسرے پروگرام بھی ہوئے۔ اس براہ راست رابطے سے بہت کچھ دیکھنے، سمجھنے اور سننے کا موقع ملا۔ عمومی طور پر جماعت آسٹریلیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص و وفا میں کسی جماعت سے بھی پیچھے نہیں ہے۔ تاہم بعض کمیاں بھی ہوتی ہیں جن پر نظر رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ ان کمزوریوں اور خامیوں کو دور کیا جائے۔ کیونکہ ہمارے معیار اور ہماری نظر تو ہمیشہ اونچی رہتی ہے اور قدم ترقی کی طرف بڑھنے چاہئیں۔ اور اُن معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے جو معیار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بیعت کرنے والوں میں دیکھنا چاہتے تھے۔

اس وقت یہاں کے احمدیوں کی ایک بہت بڑی اکثریت پاکستان سے تعلق رکھنے والوں کی ہے جو کہ مختلف وقتوں میں یہاں آتے رہے۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں ان میں پڑھے لکھے بھی ہیں جو اپنے علم کی وجہ سے یہاں ملازمتوں کی تلاش میں آئے، کاروباری بھی ہیں۔ لیکن ان میں سے بہت بڑی تعداد جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی ہے جن کو پاکستان کے حالات کی وجہ سے یہاں اسائلم ملا۔ اور یہ لوگ چھوٹے موٹے کاروبار کر رہے ہیں یا ملازمتیں کر رہے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں سے بعض کی اولادیں اچھا پڑھ لکھ گئی ہیں، کچھ پڑھ رہی ہیں اور ماشاء اللہ اکثریت تعلیمی میدان میں اچھی ہے، یہ ایک بڑا اچھا شگون ہے کیونکہ نوجوانوں میں اگر پڑھنے کی عادت نہ ہو تو اپنی استعدادیں ضائع کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان نوجوانوں کا جماعت سے اخلاص و وفا کا تعلق بھی ہے۔ جلسہ کی ڈیوٹیوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب نے بڑی اچھی طرح اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔ اور بڑے جوش اور جذبے سے سارے کام کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔

پھر یہاں رہنے والے احمدیوں میں اردگرد کے ملکوں میں سے فجیئن (Fijian) احمدیوں کی بڑی تعداد ہے چند ایک اَور بھی ہیں جن میں آسٹریلین بھی ہیں اور متفرق قوموں کے بھی۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اکثریت پاکستانیوں کی ہے تمام ان پاکستانی خاندانوں کے نوجوان جو یہاں پیدا ہوئے یا پلے بڑھے اور فجیئن احمدی یا دوسرے غیر پاکستانی احمدی ان سب کی نظریں ان تجربہ کار درمیانی عمر کے یا بڑی عمر کے احمدیوں پر ہیں جو پاکستان سے آئے تھے۔ ان سب کے خیال میں آپ لوگ دین کو جاننے والے اور اس پر عمل کرنے والے ہیں یا کم از کم ہونے چاہئیں۔ پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اگر آپ لوگوں نے اسے محسوس نہ کیا اور اس ذمہ داری کا جس طرح حق بنتا ہے اس کو نہ نبھایا تو اگر آئندہ آپ کی نئی نسل بگڑتی ہے، کسی کو اپنے بڑوں کی وجہ سے ٹھوکر لگتی ہے یا غیر پاکستانی احمدی جو پاکستانیوں کو دینی علم کے لحاظ سے اپنے سے بہتر سمجھتے ہیں ان کو آپ کے رویوں یا عملوں سے کوئی ٹھوکر لگتی ہے تو یقیناً یہ ایک بہت بڑا ظلم ہوگا جو آپ اپنی جان پر بھی کر رہے ہوں گے اور دوسرے احمدیوں پر بھی۔ اس لئے ہمیشہ اپنے نمونے قائم کرنے کے لئے جائزے لیتے رہیں اور خاص طور پر دوسروں سے تعلقات نبھانے اور معاملات نمٹانے کے تعلق میں ہر احمدی کو ایک نمونہ ہونا چاہئے۔ لیکن پرانے احمدیوں اور ان لوگوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے جماعت کی خدمت کا موقعہ دیا ہے۔ خاص طور پر اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے اور پھر عموماً اپنے ماحول میں اپنی ایک پہچان قائم کرنی چاہئے۔

لیکن نوجوانوں اور غیر پاکستانی احمدیوں سے جو یہاں رہتے ہیں ان سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ آپ نے بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کی ہے۔ آپ نے مسیح و مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مانا ہے، نہ کہ کسی اور کو۔ اس لئے آپ کے سامنے جو نمونے ہونے چاہئیں، آپ کے سامنے ہر وقت جو تعلیم ہونی چاہئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی تعلیم ہونی چاہئے اور آپؑ کے نمونے ہونے چاہئیں۔ آپ نے یہ نہیں دیکھنا کہ فلاں بڑے یا فلاں پاکستانی احمدی کے نمونے کیا ہیں بلکہ آپ نے یہ دیکھنا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کیا توقعات وابستہ فرمائی ہیں۔ ورنہ یاد رکھیں خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہنا کہ تمہیں اس لئے معاف کیا جاتا ہے کہ تم فلاں شخص کی وجہ سے ٹھوکر کھا گئے تھے۔ ہر ایک نے اپنا حساب دینا ہے۔ اس لئے یہ نہ دیکھیں کہ فلاں احمدی یا فلاں عہدیدار کیا کرتا ہے۔ یہ دیکھیں اور ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھیں کہ جس شخص کی بیعت میں ہم شامل ہوئے وہ خدا کی طرف سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کی جماعت سے جڑا رہنے کا ارشاد ہے۔ اللہ کے خلیفہ سے جو مسیح و مہدی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے تعلق جوڑنے کا ارشاد ہے۔ پس ہر احمدی چاہے وہ پاکستان کا رہنے والا ہے یعنی پاکستان سے یہاں آ کر آباد ہوا ہے یا کسی دوسرے ملک سے۔ نوجوان ہے یا بوڑھا ہے، مرد ہے یا عورت ہے اپنے اعمال کا وہ خود ذمہ دار ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ آپ فرماتے ہیں:

”اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا ہے جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو، اپنے دلوں کو پاک کرو، اور اپنے مولیٰ کو راضی کرو۔

دوستو! اس مسافر خانہ میں محض چند روز کے لئے ہو۔ اپنے اصلی گھروں کو یاد کرو۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر سال کوئی نہ کوئی دوست تم سے رخصت ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی تم بھی کسی سال اپنے دوستوں کو داغ جدائی دے جاؤ گے۔ سو ہوشیار ہو جاؤ اور پُر آشوب زمانے کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ اپنی اخلاقی حالتوں کو بہت صاف کرو۔ کینہ اور بغض اور نخوت سے پاک ہو جاؤ۔ اور اخلاقی معجزات دنیا کو دکھلاؤ''۔

(اربعین نمبر4 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 442-443)

پس غور کریں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا توقعات وابستہ رکھتے ہیں۔ نیک نیتی سے ان باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی مدد فرمائے گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تم نے اس مسیح کو دیکھ لیا جس کی بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی تھی۔ ایک تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا زمانہ تھا جس میں آپ کے صحابہ نے آپ کو جسمانی طور پر بھی دیکھا اور پھر روز آپ پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کے نظارے بھی دیکھے۔ اور ان نظاروں کو دیکھ کر اپنے ایمانوں کو تازہ بھی کیا۔ لیکن آج ہم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر ہر دن کے طلوع ہونے پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی ایک نئے رنگ کی بارش برستا دیکھتے ہیں تو یہ فضل بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہی دیکھ رہے ہیں۔ یہ جو جماعت پر بارشیں ہو رہی ہیں یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر دن ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں کو پورا کرنے کا نیا جلوہ دکھا کر ہمیں آپ ہی کو دکھا رہا ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی ان جلووں کے پیچھے دیکھ رہے ہیں۔ پس اس وقت کی قدر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے چمٹتے ہوئے جو حقیقت میں آپ کے آقا و مطاع پر اتری ہوئی تعلیم ہی ہے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کی کوشش کرتے چلے جائیں اور اس کے لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے چلے جائیں۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنے کے لئے کسی شخص کی طرف نہ دیکھیں بلکہ اس خاتم الاولیاء کی طرف دیکھیں جس کے بھیجنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا اور جس کو آپ نے قبول کیا۔ اپنی راہیں ہمیشہ درست رکھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے اور جس راہ پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑا ہے اس راہ سے کبھی بھٹکنے والے نہ بنیں۔ اپنے معاملے خدا سے صاف رکھیں اور اپنا قبلہ درست رکھیں۔ اپنے دلوں کو پاک رکھیں، اپنے دلوں کے داغ دھونے کی کوشش کریں۔ دوسروں کے دل میں جھانکنے کی کوشش نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے، مرنے کے بعد نہ کسی دوسرے کا بوجھ ہمارے پلڑے میں ڈالنا ہے، نہ ہمارا بوجھ کسی دوسرے کے پلڑے میں ڈالنا ہے۔ پس دلوں کو پاک رکھنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اپنے دل میں ہمیشہ جھانکتے رہیں، اپنے گریبان پر ہمیشہ نظر رکھیں، اسی سے مولیٰ راضی ہوگا، اسی سے ماحول میں فتنہ و فساد ختم ہوگا۔ اسی سے اعلیٰ اخلاق قائم ہوں گے، اسی سے کینے دور ہوں گے۔ اسی سے ہر کوئی اپنے آپ کو بغض اور حسد کی آگ سے بچانے والا ہوگا۔ اور اسی سے اخلاقی معجزات دنیا کے سامنے آئیں گے۔ اور دنیا کو ہماری طرف توجہ پیدا ہوگی۔ لیکن اگر ہم ان گھٹیا باتوں میں ہی پڑے رہے کہ فلاں میرا اچھا کھانا برداشت نہیں کر سکتا یا فلاں، فلاں کام کیوں نہیں کرتا تو نہ کبھی کینے ختم ہوں گے، نہ کبھی بغض ختم ہوں گے، نہ حسد ختم ہوں گے اور نہ اخلاقی معجزات رونما ہوں گے۔ یاد رکھیں یہی اخلاقی معجزات اور نیکیوں کے اعلیٰ معیار تبلیغ کے میدان بھی ہمارے لئے کھولیں گے اور اگلی نسلوں کی تربیت کے سامان بھی پیدا کریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''یقیناً یاد رکھو کہ مومن متقی کے دل میں شر نہیں ہوتا۔ مومن جس قدر متقی ہو جاتا ہے اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذا کو پسند نہیں کرتا۔ مسلمان کبھی کینہ ور نہیں ہو سکتا''۔

فرماتے ہیں: ''ہم خود دیکھتے ہیں ان لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ کوئی دکھ اور تکلیف جو پہنچا سکتے تھے انہوں نے پہنچایا ہے۔ لیکن پھر بھی ان کی ہزاروں خطائیں بخشنے کو اب بھی تیار ہیں۔ پس تم بھی جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو، یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو، ہمدردی کرو اور بلاتمیز مذہب و قوم ہر ایک سے نیکی کرو''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 219 جدید ایڈیشن)

تو دیکھیں یہ ہے آپ کا اسوہ، آپ کی ہم سے توقعات کہ غیروں سے بھی ہمدردی کرو۔ جب غیروں سے اس قدر سلوک کرنا ہے تو آپس میں کس قدر پیار و محبت سے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مومن کی یہ نشانی بتاتا ہے کہ وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان اور مکمل یقین رکھتے ہیں ان کا آپس کا سلوک ﴿رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ﴾ (الفتح:30) کا مصداق ہے۔ یعنی آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملاطفت کرنے والے ہیں۔ محبت اور پیار کا سلوک کرنے والے ہیں۔ اس لئے اعلیٰ اخلاق کے نمونے دکھانے کے لئے اپنے معاملات میں جب تک شکوے شکایتیں بند نہیں کریں گے ان لوگوں میں شمار نہیں ہو سکتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ لیکن یہ تمام معیار کبھی حاصل نہیں ہو سکتے جب تک اللہ تعالیٰ سے مدد نہ مانگیں کیونکہ شیطان جو برائیوں پر اکسانے والا ہے اس کا مقابلہ خدا کی مدد اور اس کے رحم کے بغیر نہیں ہو سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑانا اور اس سے مدد مانگنا ضروری ہے۔ اس کے رحم کو جذب کرنے کے لئے یہ باتیں بھی ضروری ہیں اور اس کے ساتھ پاک دل ہو کر برائیوں سے بچنے کی کوشش بھی کی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''یہ طوفان جو نفسانی شہوات کے غلبہ سے پیدا ہوتا ہے یہ نہایت سخت اور دیرپا طوفان ہے جو کسی طرح بجز رحم خداوندی کے دور ہو ہی نہیں سکتا۔ اور جس طرح جسمانی وجود کے تمام اعضاء میں سے ہڈی نہایت سخت ہے اور اس کی عمر بھی بہت لمبی ہے اسی طرح اس طوفان کے دور کرنے والی قوت ایمانی نہایت سخت اور عمر بھی لمبی رکھتی ہے تا ایسے دشمن کا دیر تک مقابلہ کر کے پامال کر سکے اور وہ بھی خدا تعالیٰ کے رحم سے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 206)

پس اس رحم کو جذب کرنے کے لئے جہاں خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑیں وہاں کوشش کریں کہ ان برائیوں کو دور بھی کیا جائے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے اس کا فضل اور رحم اور مدد طلب کرتے ہوئے ایک مصمّم اور پکے ارادے کے ساتھ برائیوں سے بچنے کی کوشش کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیں ان ادنیٰ خواہشات اور نفسانی خواہشات سے بچاتا ہے۔ لیکن بظاہر دعا تو ہم خدا تعالیٰ سے یہ مانگ رہے ہوں گے کہ اے اللہ! مجھے میرے نفس کے کینوں سے پاک کر، مجھے غصہ کی لعنت سے بچا۔ میرے اندر سے حسد کی بیماری دور کر لیکن اس کو دور کرنے کے جو طریقے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں ان کو ہم اختیار نہ کریں بلکہ ان برائیوں میں بڑھ رہے ہوں تو یہ دعا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دعا نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اپنے غصے کو ٹھنڈا کرو اور نہ صرف ٹھنڈا کرو بلکہ دوسرے کو معاف بھی کرو۔ اور نہ صرف معاف کرو بلکہ احسان کا سلوک بھی کرو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم غصے میں ہو اور اگر کھڑے ہونے کی حالت میں غصہ آیا ہے تو بیٹھ جاؤ۔ بیٹھے ہوئے ہو تو لیٹ جاؤ تاکہ تمہارا غصہ ٹھنڈا ہو۔ منہ اور سر پر پانی کے چھینٹے ڈالو۔ وضو کرو۔ تو جب غصے ٹھنڈے کرنے کی کوشش کریں گے تو کینے بھی ختم ہوں گے اور حسد بھی ختم ہوگی۔ جو لوگ کام کرنے والے ہیں جو لوگ دین کا علم رکھنے والے ہیں وہ اگر اپنے رویے نہیں بدلیں گے تو دوسروں کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ کام کرنے والوں سے میری مراد جماعتی خدمات کرنے والے ہیں۔ دوسروں کو کیا کہیں گے۔ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اپنے نفس کو شیطان سے محفوظ رکھو۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ جو کام نہیں کرتے اس کے بارے میں دوسرے کو بھی نہ کہو۔ پہلے اپنے گریبان میں جھانکو پہلے اپنا محاسبہ کرو، پہلے اپنی اصلاح کرو پھر دوسروں کی اصلاح کی طرف توجہ دو۔ پس ہر احمدی کو، ہر بڑے کو، ہر عہدیدار کو، ہر ذمہ دار کو اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے تبھی محبت اور بھائی چارے کی فضا قائم ہو گی۔ اور تبھی جماعت کی ترقی کے سامان پہلے سے بڑھ کر پیدا ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''یہ ضروری اور بہت ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لئے (جس کو اللہ تعالیٰ نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک نمونہ ٹھہرے)''۔ آپ نمونہ بن رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: ''اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں''۔ اور اپنے ہر ایک فعل اور حرکت و سکون میں نگاہ رکھے کہ وہ اس کے ذریعہ سے دوسروں کے لئے ہدایت کا نمونہ قائم کرتا ہے''۔ پس ہر احمدی دوسرے کے لئے ہدایت کا نمونہ قائم کرنے والا ہے۔ فرمایا ''نگاہ رکھے کہ وہ اس کے ذریعہ سے دوسروں کے لئے ہدایت کا نمونہ قائم کرتا ہے یا کہ نہیں۔'' اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہاں تک تدبیر کا حق ہے، تدبیر کرنی چاہئے اور کوئی دقیقہ (تدبیر کا) فروگزاشت نہیں کرنا چاہئے''۔ یعنی کسی میں کوئی کمی نہیں رہنی چاہئے۔ ''یاد رکھو تقویٰ اور نیکی کے حصول کے لئے تدابیر میں لگے رہنا بھی ایک مخفی عبادت ہے۔ اگر نیکی اور تقویٰ چاہتے ہو تو اس کے لئے'' تدبیر بھی ایک مخفی عبادت ہے'' اس کو حقیر مت سمجھو۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 201 جدید ایڈیشن)

یہ جو تم کوششیں کرتے ہو نیکی کرنے کی یا نیک اخلاق دکھانے کی اس کو چھوٹا مت سمجھو، تھوڑا مت سمجھو اور معمولی مت سمجھو۔ فرمایا: ''جب انسان اس کوشش میں لگا رہتا ہے تو عادت اللہ یہی ہے کہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی راہ کھول دی جاتی ہے'' جو بدیوں سے بچنے کی راہ ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 201 حاشیہ نمبر 3 جدید ایڈیشن)

فرمایا: ''مَیں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان نفس امارہ کے پنجہ میں گرفتار ہونے کے باوجود بھی تدبیروں میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اس کا نفس امارہ خدا تعالیٰ کے نزدیک لوّامہ ہو جاتا ہے۔ اور ایسی قابل قدر تبدیلی پا لیتا ہے کہ یا تو وہ امارہ تھا جو لعنت کے قابل تھا اور یا تدبیر اور تجویز کرنے سے وہی قابل لعنت نفس امارہ،

نفس لوّامہ بن جاتا ہے۔ یا اب جس کو یہ شرف حاصل ہے کہ خدا تعالیٰ بھی اس کی قسم کھاتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر202 جدید ایڈیشن)

نفس امّارہ اور لوّامہ کیا ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ امارہ کی حالت میں انسان جذبات اور بے جا جوشوں کو سنبھال نہیں سکتا۔ جذبات پھر بے قابو ہو جاتے ہیں، جلدی غصے میں آ جاتا ہے اور برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور اندازے سے نکل جاتا ہے اور اخلاقی حالت سے گر جاتا ہے۔ شیطان کے پنجے میں گویا گرفتار رہتا ہے اور اس کی طرف بہت جھکتا ہے۔ لیکن لوّامہ کی حالت میں اپنی خطا کاریوں پر نادم ہوتا ہے اور شرمسار ہو کر خدا کی طرف جھکتا ہے۔ مگر اس حالت میں بھی ایک جنگ رہتی ہے کبھی شیطان کی طرف جھکتا ہے اور کبھی رحمٰن کی طرف۔ پس اگر ہم اللہ سے رحم مانگتے ہوئے رحمٰن کی طرف جھکنے کی کوشش کرتے رہیں گے تو ایک وقت ایسا آئے گا جس میں ایک نفس کی تیسری قسم بھی ہے جسے نفس مطمئنہ کہتے ہیں وہ حاصل ہوگی۔ کہ جو کام بھی کرنا ہے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرنا ہے۔ یہی ایک راہ ہے جس سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ دل کا اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ دل کو چین اور سکون ملتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جس قدر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے کے معیار کو بڑھاتا جائے گا اسی قدر وہ خدا کا قرب پانے والا ہوگا۔ یہ دنیاداری کی چھوٹی چھوٹی باتیں نفسانی خواہشات، نام و نمود، غصہ، حسد، جھوٹ، غرض کہ تمام برائیاں دور ہو جائیں گی۔ پس نفس مطمئنہ اور امّارہ کے درمیان لوّامہ ہے۔ انسان جتنا زیادہ اپنی کمزوریوں پر نظر رکھے گا مطمئنہ کی طرف جھکتا چلا جائے گا۔ پس اصل چیز اپنی کمزوریوں پر نظر رکھنے کی ہے۔ اپنے جائزے لیتے رہنے کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی کو برا بھلا کہہ دیا تو جس کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے وہ اس قدر غصے میں آ جاتا ہے کہ مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ جس طرح اس نے ساری زندگی برائی کی نہ ہو۔ فرمایا کہ اگر ہر کوئی اپنی برائیوں پر نظر رکھے تو کسی کے کچھ کہنے پر کبھی غصے میں نہ آئے اور صبر اور برداشت سے کام لے۔ اور جب ہر کوئی صبر اور برداشت سے کام لے گا تو بہت سے چھوٹے چھوٹے مسائل اور گلے شکوے پیدا ہی نہیں ہوں گے یا پیدا ہوتے ہی ختم ہو جائیں گے۔

ایک بزرگ کے بارے میں ذکر ملتا ہے کہ وہ بازار میں جا رہے تھے تو ایک شخص نے ان کو برا بھلا کہنا شروع کیا اور کوئی دنیا کا عیب یا برائی نہیں تھی جو اس نے نہ نکالی ہو یا ان کو نہ کہی ہو۔ وہ چپ کر کے یہ ساری باتیں سنتے رہے تو برا بھلا کہنے والا شخص جب خاموش ہو گیا تو ان بزرگ نے کہا کہ اگر تو یہ تمام برائیاں جو تم نے مجھ میں گنوائی ہیں واقعی میرے اندر موجود ہیں تو مَیں بھی اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں تم بھی میرے لئے مغفرت کی دعا کرو۔ وہ گالیاں نکالنے والا شخص بے قرار ہو کر اس بزرگ سے چمٹ گیا اور کہا کہ مَیں غلط ہوں۔ یہ برائیاں آپ میں نہیں ہیں۔ تو ان بزرگ نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ تم سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔

تو یہ طریق ہیں بات کو ختم کرنے اور نیکیوں کو پھیلانے کے ورنہ ایسے لوگ جو جھگڑے کر کے جماعت کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں کاٹے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے واضح طور پر فرمایا ہے۔ پس اگر غلطیاں سرزد ہو جائیں تو صرف نظر سے کام لینا چاہئے۔ اور اگر کوئی حد سے تجاوز کر گیا ہے برداشت سے باہر ہو چکا ہے اور اس میں جماعت کی بدنامی کا بھی امکان ہے تو پھر متعلقہ بڑے نظام کو، نظام جماعت کو یا خلیفہ وقت کو اطلاع دے کر پھر خاموش ہو جانا چاہئے۔ دوسروں کو غیروں کو یا کسی بھی تیسرے شخص کو یہ احساس کبھی پیدا نہ ہو کہ فلاں شخص یا فلاں فلاں عہدیدار ایک دوسرے کے خلاف بغض و عناد رکھتے ہیں۔ غلطیاں ہر ایک سے ہوتی ہیں۔ آج زید سے غلطی ہوئی ہے تو کل بکر سے بھی ہو سکتی ہے اس لئے کینے دلوں میں رکھتے ہوئے کبھی کسی بات کے پیچھے نہیں پڑ جانا چاہئے۔ ہر ایک میں کئی خوبیاں اور اچھائیاں بھی ہوتی ہیں وہ تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ یہی چیز ہے جس سے محبت اور پیار کی فضا پیدا ہوگی۔ پس ہر ایک کو اپنے نمونے قائم کرنے کی ضرورت ہے چاہے وہ عہدیدار ہے یا عام احمدی ہے، مرد ہے یا عورت ہے۔ اپنے اعلیٰ اخلاق کے نمونے قائم کریں۔ جب غیر معمولی مثالی نمونے ہر جگہ قائم ہوں گے تو جماعت کی تبلیغی لحاظ سے بھی ترقی ہوگی اور تربیتی لحاظ سے بھی ترقی کرے گی۔ آئندہ نسلیں بھی احمدیت کی تعلیم پر حقیقی معنوں میں قائم ہونے والی پیدا ہوں گی بلکہ یہ نسلیں جماعت کا ایک قیمتی اثاثہ بنیں گی۔ زبان ایک ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے محبتیں بھی پنپتی ہیں اور قتل و غارت بھی ہوتی ہے۔ اس کا صحیح استعمال بھی انتہائی ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کے سوال پر اسلام کی یہ خوبی بیان فرمائی کہ وہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے۔ بلا مقصد کی بے تکی باتوں کو چھوڑ دے ایسی باتوں کو چھوڑ دے، جن سے دوسروں کے لئے تکلیف کا باعث بنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اعلیٰ اخلاق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک اپنے اخلاق دکھائے ہیں کہ بعض وقت ایک بیٹے کے لحاظ سے جو سچا مسلمان ہے، منافق کا جنازہ پڑھ دیا ہے بلکہ اپنا مبارک کرتہ بھی دے دیا ہے‘‘۔ فرمایا کہ: ’’اخلاق کا درست کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ جب تک انسان اپنا مطالعہ نہ کرتا رہے‘‘ اپنے آپ کو نہ دیکھتا رہے،’’ یہ اصلاح نہیں ہوتی۔ زبان کی بداخلاقیاں دشمنی ڈال دیتی ہیں۔ اس لئے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہئے۔ دیکھو کوئی شخص ایسے شخص کے ساتھ دشمنی نہیں کر سکتا جس کو وہ اپنا خیرخواہ سمجھتا ہے۔ پھر وہ شخص کیسا بے وقوف ہے جو اپنے نفس پر بھی رحم نہیں کرتا اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے جبکہ وہ اپنے قویٰ سے عمدہ کام نہیں لیتا اور اخلاقی قوتوں کی تربیت نہیں کرتا۔ ہر شخص کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہئے۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ262 جدید ایڈیشن) اور یہی گُر ہے جس کو اگر ہر فرد اپنا لے تو جماعت کی ایک امتیازی شان قائم ہو سکتی ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’جس کے اخلاق اچھے نہیں ہیں۔ مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے کیونکہ اس میں تکبر کی ایک جڑ ہے۔ اگر خدا راضی نہ ہو تو گویا یہ برباد ہو گیا۔ پس جب اس کی اپنی اخلاقی حالت کا یہ حال ہے تو اسے دوسرے کو کہنے کا کیا حق ہے!‘‘ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 590 جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک بہت اعلیٰ مقصد کے لئے مبعوث فرمایا تھا۔ آپ کی شرائط بیعت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے اور اعلیٰ اخلاق کے نمونے قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

پس ہر احمدی جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شمار کرتا ہے اس پر یہ بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے کیونکہ یہ عہد آپ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کر رہے ہیں۔ جس عہد کا مَیں ذکر کر رہا ہوں وہ عہد بیعت میں ہم نے کیا ہے۔ ورنہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے دوسروں کو بھی کہنے کا ہمیں کیا حق ہے۔ پس جیسے کہ مَیں نے پہلے کہا تھا تبلیغی میدان میں ترقی کرنے کے لئے بھی اپنی عملی حالتوں کو درست کرنا انتہائی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہی فرمایا ہے کہ اگر تم خود اپنی اخلاقی حالتوں کو درست نہیں کر رہے تو دوسروں کو تم کیا کہو گے۔

پس اس حوالے سے دوسری بات جس کی طرف میں توجہ دلانی چاہتا ہوں، اپنی عملی حالتوں کو درست کرتے ہوئے خدائے رحمٰن کا بندہ بنتے ہوئے اس کے اس خوبصورت اور حسین پیغام کو جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا اور جس کے پھیلانے کا کام اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے سپرد کیا ہے اس کو ملک میں پھیلائیں یہ اپنے جائزے لیں، دیکھیں، کہاں کہاں کمیاں ہیں، کہاں کمزوریاں ہیں ان کو پورا کرتے ہوئے اس کام کو بھی سنجیدگی سے سرانجام دینے کی کوشش کریں۔ اس میں ابھی بھی بہت بڑا خلا باقی ہے۔ جماعتی نظام بھی اور ذیلی تنظیموں کا نظام بھی اس بارے میں پلاننگ کریں۔ صرف روایتی بک سٹال یا صرف عشرہ تبلیغ منانے سے مقصد حاصل نہیں ہو سکتے۔ صرف اتنا کام ہی کامیابی نہیں دلائے گا اس کے لئے مزید پلاننگ بھی کرنی ہوگی۔ انفرادی رابطے ہیں اَور دوسری چیزیں ہیں۔ مختلف قوموں کے بارے میں جو یہاں آباد ہیں معلومات جمع کر کے پھر ان میں تبلیغ کے نئے ذرائع تلاش کریں، ہر طبقے کے پاس پہنچنے کی کوشش کریں اور پھر قائم شدہ رابطوں کو ہمیشہ قائم رکھیں، ان کے ساتھ مسلسل تعلق اور رابطہ رکھیں۔

اس ضمن میں یہ بھی بات کہنی چاہتا ہوں کہ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے بلکہ چند ایک جو احمدی ہوئے ہیں ان کی شکایت بھی ہے کہ یہاں اکثریت کیونکہ پاکستانیوں کی ہے یہ ہمیں اپنے اندر جذب نہیں کرتے۔ اجلاس وغیرہ میں بھی ایسی زبان ہونی چاہئے کہ جو یہاں کی زبان ہے یعنی انگریزی میں کارروائی ہوتا کہ جو یہاں جزائر سے آئے ہوئے احمدی ہیں وہ بھی سمجھ سکیں۔ گو اکثر کو اردو بھی آتی ہے لیکن انگریزی میں زیادہ آسانی ہے۔ یہاں کے رہنے والے بھی ہیں جو بچے یہاں پلے بڑھے ہیں ان کو بھی انگریزی زبان زیادہ سمجھ آ جاتی ہے۔ سوائے چند ایک بڑی بوڑھیوں کے یا بوڑھوں کے یا اَن پڑھوں کے، جن کو سمجھ نہیں آتی ان کے لئے ترجمے کا انتظام ہو سکتا ہے۔ یا مختصراً اُردو میں کوئی پروگرام ہو سکتا ہے۔ تو بہرحال غیر پاکستانی احمدیوں کے یہ شکوے دور ہونے چاہئیں کہ ہم یہاں آ کر یوں محسوس کرتے ہیں جس طرح ہم جماعت کا حصہ نہیں ہیں یہ بہت خطرناک صورت ہو سکتی ہے۔ ان نئے آنے والوں سے کام بھی لیں، ان کے شکوے دور کریں۔ مَیں نے جائزہ لیا ہے، ان نئے آنے والوں کے لئے بعض سے مَیں نے یہ پوچھا ہے یہ کس حد تک صحیح ہے، بہرحال مجھے ان سے جو معلومات ملی ہیں یہی ہیں کہ یہاں ان کو باقاعدہ کوئی سکھانے کا انتظام نہیں ہے۔ عورتوں کے لئے دینی تربیت کا، تعلیم کا انتظام لجنہ کرے۔ مردوں کے لئے ذیلی تنظیمیں انتظام کریں، مجموعی طور پر جماعت جائزہ لے۔ اگر اس سلسلے میں ذیلی تنظیمیں پوری طرح فعال نہیں تو جماعتی

نظام کے تحت انتظام ہو اور نگرانی ہو۔ اور جو ذیلی تنظیمیں سست ہیں ان کے بارے میں مجھے اطلاع بھی دیں۔ تو جب اس طرح کام کریں گے تبھی ہر احمدی کو جماعت کا فعال حصہ بنائیں گے۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں بعض فجین احمدیوں کو بھی شکوہ ہے کہ بعض دفعہ یہاں آ کر وہ اپنے آپ کو اوپرا محسوس کرتے ہیں۔ تو ان سے مَیں کہتا ہوں اس کا ایک یہ بھی علاج ہے۔ وہ احمدی ہوئے ہیں انہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے اور سمجھا ہے وہ اپنے آپ کو اتنا زیادہ جماعتی کاموں میں لگائیں کہ انتظامیہ ان سے کام لینے پر مجبور ہو۔ تبلیغ کا بہت بڑا میدان خالی پڑا ہے۔ ہر احمدی کے لئے کھلا ہے۔ اس میں آگے بڑھیں ذاتی رابطے کر کے اَور طریقے اپنا کر تبلیغ کا کام کریں۔ اس کام کو زیادہ سے زیادہ وسعت دیں۔ مردوں میں تو مَیں نے دیکھا ہے اللہ کے فضل سے نوجوانوں میں دوسری قوموں کے بھی کافی لڑکے کام کرنے والے ہیں۔ بعض عورتوں اور بڑی عمر کے لوگوں کو اور عورتوں کو خاص طور پر چاہئے اپنی استعدادوں کے مطابق اور اپنے دائرے کے مطابق تبلیغ کے میدان میں آگے آئیں۔ بہرحال انصاراللہ کی تنظیم اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیم اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم ان سب کو جائزے لینے چاہئیں کہ کیوں یہ شکوے پیدا ہوتے ہیں۔ چاہے وہ دو چار کی طرف سے ہی ہوں۔ لیکن شکوے رکھنے والے بے چینی پیدا کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ انصاراللہ کے صدر بھی شاید فجی کے رہنے والے ہیں۔ وہ آسانی سے اپنے لوگوں کی نفسیات دیکھ کر پروگرام بنا سکتے ہیں۔ لجنہ کو بھی جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ غیر پاکستانی احمدیوں کی یا ایسے نوجوان پاکستانیوں کی جو لمبے عرصہ سے ملک سے باہر ہیں اور ان کا معاشرہ بالکل بدل چکا ہے ان کی فہرست بنائیں اور پھر دیکھیں کہ ان کو کس طرح جماعت کا فعال حصہ بنایا جا سکتا ہے۔ اپنی کوشش کریں تا کہ ان کے شکوے دور ہو جائیں۔ بہرحال اس کے لئے جس طرح میں پہلے کہہ چکا ہوں دونوں طرف سے دلوں کو کھولنے اور بلند حوصلے دکھانے کی ضرورت ہے۔ ہر طبقے کو اپنے تقویٰ کے معیار کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا۔ ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت کا ایک نظام ہے اور یہ خلیفہ وقت کے ماتحت ہے اس لئے نظام کی اطاعت بھی فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو تقویٰ پر چلتے ہوئے جہاں رحمٰن خدا سے تعلق جوڑنے کی توفیق دے وہاں اللہ تعالیٰ اخلاق کے نمونے دکھانے اور اطاعت نظام کا پابند بننے کی بھی توفیق دے۔ اور آج سے آپ لوگوں میں وہ روح پیدا کر دے جس کا اثر ہر دیکھنے والے کو آپ میں نظر آئے۔ اور آپ لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے پیغام کو جلد از جلد اس ملک کی اکثریت میں پھیلانے والے ثابت ہوں۔ آمین

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

''ختم نبوت'' کے تقدس کی شرمناک بے حرمتی

ربوہ میں ''ختم نبوت کانفرنس'' کی روداد ہفت روزہ ''ختم نبوت'' (مورخہ 13-19 نومبر 1987ء) کے رپورٹر کے الفاظ میں:

''اپنی نوعیت کے اعتبار سے ننکانہ صاحب کے جیالوں کا مظاہرہ اوّل رہا۔ انہوں نے مرزائیوں کے خلاف بھرپور مظاہرہ کر کے خوب داد پائی۔ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک قدآور پُتلا اٹھا رکھا تھا۔ اس کے گلے میں جوتوں کا ہار تھا......''۔

❁❁❁❁❁❁

ڈنمارک میں نفرتوں کا بیج احراری مُلّاؤں نے بویا

آج سے بیس سال قبل 28 ستمبر 1986ء کو بدلگام اور دشنام طراز احراری مُلّاؤں نے ڈنمارک میں جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال انگیز کانفرنس کی جس میں احراری ترجمان ''ختم نبوت'' کراچی مورخہ 17 تا 23 اکتوبر 1986ء کی رپورٹ کے مطابق مصر، سعودیہ، لیبیا، اردن اور دوسرے عرب ملکوں کے نمائندے بھی شامل ہوئے۔ اس کانفرنس میں اوّل تا آخر تک صرف جماعت احمدیہ کی مقدس ہستیوں کو ایسی ایسی گالیاں دی گئیں کہ لکھنؤ کے بھٹیار خانے بھی شرما گئے ہوں گے۔ حالانکہ انہیں اپنے روئے سخن تمام تر دنیائے اسلام کی طرف مرکوز رکھنی چاہئے جس کی نسبت اُن کے دیوبندی رہنما کا یہ عقیدہ ہے کہ:

''دنیا کے تمام مسلمان اس لئے ذلیل وخوار ہو رہے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی پاکؐ کے فرمودات کو پس پشت ڈال کر یہود اور انگریزوں کے اشارے پر چل رہے ہیں''۔

(ہفت روزہ اہلحدیث لاہور۔ 26 مارچ 2004ء صفحہ 26)

❁❁❁❁❁❁

خدا کے گھر پر دہشتگردوں کا بم سے حملہ

رسالہ ''ختم نبوت'' نے اپنے شمارہ 13 تا 19 نومبر 1987ء میں اس کانفرنس کی بدولت مسلم عوام میں بیداری کی لہر دوڑانے کا ادعا کرتے ہوئے اس کا بھاری ثبوت یہ دیا ہے کہ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے اعتراف کیا ہے کہ (11 اگست 1987ء کو) ہالینڈ کی احمدیہ مسجد پر بعض شریروں نے حملہ کر کے کافی نقصان پہنچایا ہے۔

یہ بتانے کے بعد رسالہ نے پوری بے حجابی سے فخریہ الفاظ میں تحریر کیا کہ ''بتایئے کانفرنس نتیجہ خیز ہے یا بے نتیجہ''۔

چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد

اسی پرچہ میں کانفرنس کی کامیابی کی یہ دلیل بھی دی گئی ہے کہ ڈنمارک کی عیسائی حکومت نے کانفرنس کے بعد قادیانیوں کی تبلیغ پر پابندی عائد کر دی ہے۔ بالفاظ دیگر وہ اب اسلام کی وہ حقیقی اور اصل تصویر پیش نہیں کر سکیں گے جو اللہ سے علم پا کر بانیٔ جماعت احمدیہ نے پیش فرمائی اور دلائل و براہین سے ثابت کر دکھایا کہ اسلام زندہ مذہب، قرآن زندہ کتاب اور زندہ نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

❁❁❁❁❁❁

رسوائے عالم کارٹون ''احراری ذہنیت'' کی پیداوار ہے

فارسی لغت ''غیاث اللغات'' سے ثابت ہے کہ احرار، حُرّ کی جمع ہے جس کے معنی سانپ اور آزاد کے بھی ہیں۔ یہ لغوی معانی ''احراری ذہنیت'' کی مادر پدر آزاد روش اور نیش زنی کی فطری عادت کے عکاس اور پوری احراری تاریخ کا جامع خلاصہ ہے۔ بالکل یہی ''احراری ذہنیت'' ڈنمارک کے خبیث الفطرت کارٹونسٹ کی روح میں بھی رچی بسی ہے۔ اسی لئے اُس نے اپنی خلاف انسانیت حرکت کا جواز ثابت کرنے کے لئے آزادیٔ فکر کے ملکی قانون کا سہارا لیا۔ فرق یہ ہے کہ نہ صرف کارٹونسٹ نے بلکہ ڈنمارک کے سفیر مقیم سعودی عرب نے بھی اپنے جرم پر معافی مانگ لی ہے جسے ڈنمارک کے مسلمانوں اور حکومت سعودی عرب دونوں نے قبول کر لیا ہے۔ مگر احراری مُلّاں جو کارٹون کو مذہبی جذبات کے مجروح کرنے کا ہتھیار نصف صدی سے استعمال کر رہے ہیں نہ صرف معافی مانگنے کو تیار ہیں بلکہ اسے ''تحفظ ختم نبوت'' کے لئے قلمی جہاد سمجھے ہوئے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ احراری لیڈر ''ختم نبوت'' کا لیبل چسپاں کئے بغیر کوئی فتنہ برپا کرنا سرے سے جائز ہی نہیں سمجھتے اور اگرچہ وہ اپنے ''امیر شریعت'' کی طرح سر سے پاؤں تک سیاسی ہیں مگر اپنے مخالفین کو مذہب نما تیروں کا نشانہ بناتے ہیں۔ مثلاً وہ شرافت و انسانیت کی حدود سے نکل کر مدت سے یہ پراپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ:

''قائد اعظم نے 1947ء میں پاکستان بنا کر 1948ء میں عرب مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے یہودیوں کے لئے اسرائیل کو جنم دیا''۔

''قائد اعظم کی مسلم لیگ نے 1940ء میں ہندوستان کو تقسیم کر کے پاکستان بنانے کا نعرہ اس لئے لگایا تھا کہ ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت قیامت تک قائم رہ سکے''۔

(ہفت روزہ 'ختم نبوت' سیالکوٹ۔ مورخہ 5 تا 11 اپریل 1994ء آخری صفحہ جلی سرخیاں)

❁❁❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

بھارت میں احراری مبلغ آریہ منتری کے بھیس میں

ہندوستان کے ہندی اخبار ''ملاپ'' نے 23 اپریل 1950ء کو نہایت طمطراق سے یہ خبر دی کہ میرٹھ کی احرار پارٹی کا سیکرٹری بیوی بچوں سمیت آریہ سماج میں داخل ہو گیا ہے اور اب اس کا نام دھرم پرکاش رکھا گیا ہے۔ اس احراری مبلغ نے ایک شخص فصیح اللہ کو مرتد کر کے آریہ سماج میں داخل کر لیا اور اس کا نام بلویر سنگھ رکھا گیا۔

اس چونکا دینے والی خبر کے صرف ایک ماہ بعد اخبار ''زمیندار'' لاہور نے 17 مئی 1950ء کی اشاعت میں اطلاع دی کہ:

''میرٹھ کے منشی ذبیح اللہ بھی اپنے پورے کنبہ سمیت مرتد ہو کر آریہ بن چکے ہیں۔ ان کا نام کنور بلبیر سنگھ تجویز ہوا ہے۔ ان کی بیٹی نفیس فاطمہ، شکنتلا دیوی بن گئی اور اس کی شادی پنڈت دھرم پرکاش آریہ منتری کے بیٹے جگدیش چندر سے قرار پائی ہے۔ سگائی کی رسم میں بڑے ہندو اکابر شامل ہوئے''۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

❁❁❁❁❁❁

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں جزائر فجی اور مشرق بعید کے بعض ممالک کے دورہ پر ہیں۔ احباب اپنے محبوب امام ایدہ اللہ کی صحت و سلامتی اور اس للّٰہی سفر کی غیر معمولی کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حضور انور کا حافظ و ناصر ہو، اپنی غیر معمولی نصرت و تائیدات کے روشن نشان عطا فرمائے اور اس خطۂ ارض میں اسلام و احمدیت کی روز افزوں ترقی کے نئے راستے کھولے اور حضور انور کی تمام مہمات دینیہ عالیہ کے نہایت شیریں ثمرات عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

❁❁❁❁❁

بقیہ:دورہ آسٹریلیا از صفحہ نمبر 2

سے سمجھایا اور فرمایا کہ اب واپس جا کر اس کے مطابق اپنا سارا کام آرگنائز کریں۔

فرمایا: اب آپ ایک منظّم جماعت ہیں۔ آپ کے پاس مشن ہاؤس بھی موجود ہے۔ جماعت رجسٹرڈ ہے اور مبلغ سلسلہ بھی ہے اور مجلس عاملہ قائم ہے۔ اس لئے باقاعدہ منظّم ہو کر قواعد وضوابط کے ساتھ اپنے اخراجات اور کام کو آرگنائز کریں۔ فرمایا: جو بھی اخراجات ہوں ان کی تمام عاملہ منظوری دے گی۔ حضور انور نے اس تعلق میں بعض انتظامی ہدایات سے نوازا۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں سالومن آئی لینڈ کے جو ابتدائی احمدی ہیں یہ بہت اچھے مبلغ بن سکتے ہیں۔ اپنے مذہب کو جانتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اب آپ آگے بھی تبلیغ کریں اور لوگوں کو جماعت میں شامل کریں۔ اب آپ منظّم جماعت ہیں اس لئے کوشش کریں کہ اپنے قدموں پر کھڑے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن مصران صاحب کو جوان جزائر میں وقف عارضی پر جاتے رہے ہیں ہدایت فرمائی کہ آپ وہاں جاتے رہا کریں۔ اب تو جماعت رجسٹرڈ ہے اپنی پراپرٹی بھی خریدی جاسکتی ہے۔

حضور انور نے احباب جماعت کے مالی حالات کا بھی جائزہ لیا۔ صدر صاحب نے بتایا کہ احباب جماعت غریب ہیں۔ کچھ نہ کچھ اپنی توفیق کے مطابق چندہ دیتے ہیں۔ صدر صاحب خدام الاحمدیہ کے بارہ میں بتایا گیا کہ وہ 1/10 دیتے ہیں اگرچہ وہ موصی نہیں ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دریافت کرنے پر صدر صاحب نے بتایا کہ وہ الحمدللہ موصی ہیں اور وصیت کے نظام میں شامل ہو چکے ہیں۔

حضور انور نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ سے دریافت فرمایا کہ احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ میں کیا تبدیلی آئی ہے۔ تو صدر صاحب نے بتایا کہ اب مَیں پانچوں نمازیں پڑھتا ہوں۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانتے ہیں جبکہ دوسرے نہیں مانتے۔ ہم مانتے ہیں کہ آپ خدا کے ایک نبی تھے جبکہ دوسرے یہ تسلیم نہیں کرتے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم کہتے ہیں کہ نئی شریعت کے ساتھ نبی نہیں آسکتا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع نبی آسکتا ہے۔

میٹنگ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وفد کے ہر ممبر کو "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" والی انگوٹھی عطا فرمائی۔ اور ساتھ اس کے معانی سمجھائے۔ حضور انور نے فرمایا یہ انگوٹھی اس بات کی یاد دلانے کے لئے ہے کہ خدا انسان کے لئے کافی ہے۔

Solomon Islands کے وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ میٹنگ چھ بجے تک جاری رہی۔

فیملی وانفرادی ملاقاتیں

اس کے بعد فیملی و انفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو رات ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہیں۔ آج آسٹریلیا کی جماعتوں میلبورن، سڈنی اور برسبن (Brisbane) کے علاوہ کینیڈا اور پاکستان سے آنے والے احباب نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ آج مجموعی طور پر 55 فیملیز کے 145 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بنوانے کا شرف پایا۔

آج ملاقات کرنے والے میلبورن اور برسبن سے آنے والی فیملیز ہزار ہزار کلومیٹر کے لمبے سفر بارہ گھنٹوں میں طے کر کے پہنچی تھیں۔ آج ملاقات کرنے والوں میں بعض شہدائے احمدیت کے خاندان ان کی بیویاں اور بچے اور بعض اسیران راہ مولیٰ کے خاندان شامل تھے جو آج اپنے پیارے آقا کو اپنی زندگیوں میں پہلی بار مل رہے تھے اور اپنی اس خوش نصیبی اور سعادت پر خوش تھے کہ آج اللہ تعالیٰ نے اس دُور کے ملک میں حضور انور سے ملاقات کے سامان فرمائے ہیں۔ حضور انور سے یہ ملاقات جہاں ان کے لئے غیر معمولی برکت کا موجب تھی وہاں ان کے غمزدہ دلوں کو تسکین اور راحت وسکون کے سامان بھی اس ملاقات نے مہیا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ یہ برکتیں اور راحت وسکون ان سب کے لئے دائمی بنادے اور ان سب کو ہمیشہ اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

ملاقاتوں کے بعد پونے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

13 / اپریل 2006ء بروز جمعرات:

صبح سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ

نمازوں کی ادائیگی کے بعد پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ معائنہ کا آغاز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شعبہ رجسٹریشن سے فرمایا۔ حضور انور نے کارڈ سسٹم اور اسے Scan کرنے کے طریق کا جائزہ لیا اور سکیننگ سسٹم کے بارہ میں منتظمین سے مختلف امور دریافت فرمائے۔ اس کے بعد حضور انور نے شعبہ استقبال، شعبہ رہائش اور شعبہ انفارمیشن کا معائنہ فرمایا اور ناظمین سے انتظامات کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

شعبہ ٹرانسپورٹ کے معائنہ کے دوران حضور انور نے دریافت فرمایا کہ مہمانوں کو لانے لیجانے کا کیا انتظام ہے۔ شعبہ کے ناظم نے بتایا کہ ائرپورٹ سے مہمانوں کو Receive کر کے لایا جا رہا ہے۔ بیرونی ممالک سے بھی مہمان آرہے ہیں اور اندرون ملک سے مہمان مختلف پروازوں کے ذریعہ آرہے ہیں۔

حضور انور نے شعبہ طبی امداد (First Aid) کا معائنہ فرمایا۔ شعبہ کے ناظم نے ڈیوٹی دینے والے ڈاکٹر صاحبان کا تعارف کروایا۔ حضور انور کے دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ ہومیو پیتھک ادویات بھی یہاں موجود ہیں۔

اس کے بعد حضور انور بکسٹال اور نمائش کی مارکی میں تشریف لے گئے اور سٹال میں رکھی گئی کتب اور نمائش وغیرہ دیکھی۔ بک سٹال پر ڈیوٹی دینے والے ایک انڈونیشین سے حضور انور نے اس کے یہاں قیام کے بارہ میں دریافت فرمایا جس پر اس نوجوان نے بتایا کہ وہ آسٹریلیا میں PHD کر رہے ہیں۔ اس پر حضور انور فرمایا: ماشاءاللہ۔

حضور انور نے نمائش میں آویزاں دنیا کا نقشہ بھی دیکھا جس میں روشن بلب کے ذریعہ ان ممالک کی نشاندہی کی گئی تھی جہاں اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ربوہ اور قادیان کو بھی Light کے ذریعہ نمایاں کریں اور مکہ اور مدینہ بھی۔ حضور انور نے فرمایا کہ مکّہ مدینہ بھی ہمارا ہی ہے۔

بکسٹال اور نمائش کے معائنہ کے بعد حضور انور نے ایم ٹی اے کنٹرول روم کا معائنہ فرمایا اور وہاں ریکارڈنگ، مکسنگ اور Live ٹرانسمیشن کے حوالہ سے منتظمین سے مختلف امور دریافت فرمائے اور تفصیل سے ان سب چیزوں کا جائزہ لیا۔ اس کے بعد حضور انور نے ایم ٹی اے سٹوڈیو کا بھی معائنہ فرمایا۔

اس کے بعد حضور انور لنگر خانہ تشریف لے گئے۔ راستہ میں حضور انور نے بیوت الخلاء میں پانی کے مہیا ہونے اور سیوریج سسٹم کے نظام کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا۔ لنگر خانہ میں جہاں برتن صاف کئے جا رہے تھے وہ جگہ بھی حضور انور نے دیکھی۔ لنگر خانہ میں آلو گوشت کا سالن پکایا جا رہا تھا۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اچھی طرح بھون کر پکائیں۔ نیز حضور انور نے گوشت اور آلو کا تناسب بھی دریافت فرمایا۔

حضور انور نے سٹور کا بھی معائنہ فرمایا جہاں لنگر خانہ میں استعمال ہونے والی اشیاء اور اجناس وغیرہ سٹور کئے گئے تھے۔ حضور انور نے بعض مہمانوں کے لئے سپیشل کھانے کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا۔

لنگر خانہ کے معائنہ کے بعد حضور انور نے نظامت صفائی، نظامت Maintenance اور نظامت Wind-up کا بھی معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور ان مارکیز میں تشریف لے گئے جہاں مہمانوں کو کھانا کھلانے کے انتظامات کئے گئے تھے۔ شعبہ ضیافت کے معائنہ کے بعد حضور انور نے Web Telecast Departmant کا معائنہ فرمایا۔ یہاں حضور انور کو Website پر حضور انور کے دورہ آسٹریلیا اور جلسہ سالانہ آسٹریلیا 2006ء کی کوریج کے انتظام کے بارہ میں بتایا گیا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ کے جلسہ گاہ اور ان کے جملہ انتظامات اور شعبوں کا معائنہ فرمایا۔ ان شعبوں میں شعبہ طبی امداد، شعبہ گمشدہ اشیاء (Lost & Found)، شعبہ صفائی (نظافت) شامل ہیں۔

حضور انور کھانا کھلانے کی مارکی میں بھی تشریف لے گئے۔ حضور انور نے لجنہ کی ضیافت ٹیم سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ بڑی تعداد میں آنے والے مہمان خواتین کو کھانا کھلانے کے لئے تیار ہیں تو سبھی نے یک زبان ہو کر جواب دیا: جی حضور! بالکل تیار ہیں۔

VIP گیسٹ مارکی کے معائنہ کے دوران حضور انور نے لجنہ کی منتظمات سے دریافت فرمایا کہ یہ مہمان کہاں سے آرہے ہیں۔ حضور انور کو بتایا گیا کہ ملک کے باہر سے بھی مہمان آرہے ہیں اور پھر یہاں مقامی طور پر بھی بعض غیر مسلم مہمان خواتین آرہی ہیں۔ یہاں خاص انتظام کیا گیا ہے۔

حضور انور نے نمائش کے ایریا کا بھی معائنہ فرمایا جہاں بعض ہاتھ سے بنی ہوئی اشیاء اور مصنوعات وغیرہ رکھی گئی تھیں۔ اس کے بعد حضور نے لجنہ کے بکسٹال کا معائنہ فرمایا۔

اس کے بعد حضور انور Childcare Tent میں تشریف لے گئے۔ یہ جگہ خصوصی طور پر چار سے سات سال کی عمر کے بچوں کے لئے مخصوص کی گئی تھی۔ حضور انور نے بچوں کے لئے مہیا ہونے والی اشیاء کا جائزہ لیا۔

لجنہ کے تحت انتظامات کے معائنہ کے دوران آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے شعبہ رجسٹریشن کے انتظامات کا جائزہ لیا۔

جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب میں حضور انور کا خطاب

تمام شعبہ جات کا معائنہ مکمل ہونے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ کی ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب کے لئے تشریف لائے۔ سب سے پہلے جلسہ کے ناظمین اور منتظمین نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ تمام ناظمین اور منتظمین اپنے شعبہ کے نام کے تختی کے پیچھے کھڑے تھے اور ہر منتظم کے پیچھے ان کے نائب اور معاونین قطاروں میں کھڑے تھے۔ جلسہ سالانہ کی روایات کے مطابق ڈیوٹیوں کی اس افتتاحی تقریب کا انتظام کیا گیا تھا۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو حافظ قاسم احمد صاحب نے کی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

"ہمارے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ جو دنیا کے مختلف ممالک میں منعقد ہوتے ہیں جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ سالانہ جلسے اس جلسہ سالانہ کی اتباع میں ہیں جس کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ اور جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اتنا لمبا عرصہ ہو چکا ہے کہ جلسہ سالانہ منعقد ہوتے ہیں۔ جماعت کے احباب انصار، خدام، لجنہ اور بچے سب منتظمین اور معانین بڑے شوق سے اپنے آپ کو ڈیوٹیوں کے لئے پیش کرتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے جو مہمان آرہے ہوتے ہیں ان کی ضروریات ہیں اور ہم ان کی مہمان نوازی میں حصہ ڈال سکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب خدا کے فضل سے یہ انتظام اتنا منظّم ہو چکا ہے کہ ہر شعبہ کو اپنی ڈیوٹی کا علم ہوتا ہے۔ افسران اپنے منتظمین اور معاونین کو ٹرینڈ کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک ایسا سلسلہ ہے کہ غیر محسوس طریقے سے ایک دوسرے کی ٹریننگ ہو رہی ہوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ معاونین ہر شعبہ میں بدل بدل کر ہر سال آنے چاہئیں تا کہ جلسہ سالانہ کے ہر شعبہ کی ہر ایک کو واقفیت ہو تا کہ جب بھی ضرورت پڑے تو یہ احساس نہ ہو کہ فلاں اس شعبہ کے کاموں کو جانتا تھا وہ اس شعبہ کا ماہر تھا، اب کمی محسوس ہو رہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: بعض دفعہ معین تعداد میں معاونین میسر نہیں آتے تو اگر معاونین کی ٹریننگ ہر شعبہ میں ہو رہی ہو تو پھر کمی کا احساس نہیں ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: ویسے مجھے امید ہے کہ آسٹریلیا جماعت کے جو امیر ہیں وہ ایک لمبا عرصہ ساری دنیا کے صدر خدام الاحمدیہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو انتظامی صلاحیت بہت زیادہ ہے۔ انہوں نے یہاں آپ سب کو

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ٹریننگ دی ہوگی۔

حضور نے فرمایا: بعض دفعہ بعض چیزوں کا احساس نہیں ہوتا اس لئے خدام کو خود ہی سوال کر کے ان سے مدد لینی چاہئے اور اپنے امیر صاحب کے تجربہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا: ہر اچھا منتظم ہر طرف نظر رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے مجھے امید ہے کہ انہوں نے آپ کو کافی ٹریننگ دی ہوگی۔ یہاں انہیں پندرہ سال کا لمبا عرصہ ہو چکا ہے۔

حضور انور نے افسران کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ افسران کوشش کیا کریں کہ کارکنان میں یہ روح پیدا کریں کہ تم نے زیادہ سے زیادہ خدمت کرنی ہے اور پھر ان پر اعتماد کریں۔ اعتماد کریں گے تو ان میں خدمت کی روح پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

حضور نے فرمایا: چند شعبے ایسے ہیں جن کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ایک شعبہ مہمان نوازی ہے۔ مہمانوازی میں ہر کارکن کو چاہئے کہ کبھی بھی کوئی صورتحال پیدا ہو تو صبر کے ساتھ مہمان کی بات سنے اور اس کی ضرورت پوری کرے۔ اگر مہمان کی طرف سے کوئی ناجائز مطالبہ ہے تو تب بھی مہمان کے ساتھ اچھے طریق سے پیش آنا ہے۔ اور اس کے مطالبہ سے اپنے افسر جلسہ سالانہ اور منتظم کو اطلاع کر سکتے ہیں۔ لیکن کبھی کسی کارکن نے مہمان کے ساتھ سخت کلامی نہیں کرنی اور سخت زبان میں بات نہیں کرنی۔

حضور نے فرمایا اس دفعہ یہاں بعض دوسرے ملکوں سے بھی مہمان آرہے ہیں۔ ان کو شکوہ نہ ہونے دیں کہ ہماری مہمان نوازی نہیں ہوئی۔ اس لئے افسر سے لے کر معاون تک ہر کوئی اس خدمت کو ایک اعزاز سمجھ کر انجام دے۔

حضور انور نے فرمایا: لجنہ کی خواتین یہاں آئی ہوئی ہیں اور باہر سے بھی آئی ہوئی ہیں عموماً ہر جگہ ہوتا ہے کہ صفائی کے شعبہ کو مہمانوں سے شکوے پیدا ہوتے ہیں اور مہمانوں کو بھی اس شعبہ سے شکوہ پیدا ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ صفائی کا معیار برقرار نہیں رکھا جاتا۔ حضور انور نے فرمایا: شعبہ صفائی لجنہ کو خاص طور پر بہت برداشت اور حوصلہ سے اپنے فرائض سرانجام دینے چاہئیں۔ اور کبھی کسی مہمان کو شکوہ نہیں ہونا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا: آپ نے سختی سے پیش نہیں آنا۔ خدا کی خاطر برداشت کریں کہ یہ سب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح شعبہ صفائی مردانہ ہے وہ بھی برداشت کریں۔ بعض دفعہ صفائی پسند، نظافت پسند لوگ ہوتے ہیں وہ برداشت نہیں کرتے۔ اس لئے شعبہ صفائی کی کوشش ہونی چاہئے کہ ساتھ ساتھ صفائی ہوتی رہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر کھانا پکانے کا انتظام ہے۔ ہنگامی طور پر ضرورت پڑے تو متبادل انتظام ہونا چاہئے۔ اس کے لئے لنگر خانوں میں یہ طریق رہا ہے کہ پانی ابلتا رہتا ہے اور دال تیار رہتی ہے۔ ضرورت پڑے تو فوراً پک جاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح باقی شعبہ جات ہیں۔ ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر اہم ہے۔ اس لئے بنیادی بات سب کے لئے یہی ہے کہ مہمانوں کے ساتھ احترام سے پیش آئیں اور ان کا خیال رکھیں۔ یہ مہمان کسی دنیاوی مفاد کے لئے یہاں نہیں آئے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے آئے ہیں جس میں دینی امور کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔

MOT

Cars: £38 Vans: £40

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ ایک شعبہ Wind-up کا ہے اس کو بھی فعال ہونا چاہئے۔ بعد میں مکمل طور پر صفائی ہونی چاہئے۔ پہلے سے بہتر صفائی ہونی چاہئے۔ خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ سب مہمانوں کی خدمت عمدگی سے بجا لاسکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے اس خطاب کے بعد دعا کروائی۔ اس کے بعد ناظمین اور منتظمین کے ساتھ چائے، ریفریشمنٹ کا پروگرام تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اس میں شمولیت فرمائی۔

اس پروگرام کے اختتام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اُس سڑک پر پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے جو "مسجد بیت الہادی" سے ہمارے اس سینٹر کے بیرونی گیٹ تک جاتی ہے اور اس کا فاصلہ سوا کلومیٹر سے کچھ زائد ہے۔ جماعت کے اس سینٹر کے قطعہ زمین کے ایک طرف Hollinsworth Road ہے۔ اسی سڑک پر جماعت کے اس سینٹر کا مین گیٹ ہے۔ اس مین گیٹ سے مسجد بیت الہادی اور مشن ہاؤس تک یہ دورویہ پختہ سڑک ہے جو جماعت کی اپنی ملکیت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سیر کے دوران منتظمین سے اس سڑک کی تعمیر کے حوالے سے مختلف امور دریافت فرماتے رہے۔ اس سڑک کی تعمیر میں ایک بڑا حصہ احباب جماعت کے وقار عمل کا ہے۔ حضور انور نے جماعت کے اس 128 ایکڑ رقبہ کے بارہ میں بھی بعض امور دریافت فرمائے۔ حضور انور کو بتایا گیا کہ یہ قطعہ زمین بعض جگہوں سے نیچے تھا جہاں بارش کا پانی جمع ہو جاتا تھا۔ اب وہاں مٹی ڈال کر اس کو اونچا کیا گیا ہے۔ حضور انور نے مختلف اطراف سے اس قطعہ کی حدود وغیرہ کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا۔

سیر سے واپس آنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ قریباً پونے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور مسجد کے سامنے والے احاطہ میں کچھ وقت کے لئے چہل قدمی فرمائی اور امیر صاحب آسٹریلیا سے گفتگو فرمائی۔

جرمنی سے آنے والے مہمان ایک طرف کھڑے تھے۔ حضور انور نے ان سے دریافت فرمایا کہ کتنے گھنٹوں کا سفر طے کر کے یہاں پہنچے ہیں۔ جس پر انہوں نے بتایا کہ جرمنی سے بحرین، پھر وہاں سے سنگاپور اور پھر آسٹریلیا پہنچے ہیں۔ قریباً 25 گھنٹے سفر میں لگے ہیں۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ گاہ کی مردانہ مارکی میں تشریف لاکر مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

14/اپریل 2006ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے 22 ویں جلسہ سالانہ کا پہلا دن تھا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ سے اس جلسہ کا افتتاح ہو رہا تھا۔

پرچم کشائی کی تقریب

ایک بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ امیر صاحب آسٹریلیا نے آسٹریلیا کا پرچم لہرایا۔ اس موقع پر احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ پرچم لہرانے کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ پرچم کشائی کی یہ تقریب ایم ٹی اے پر Live نشر ہوئی۔

آج کا یہ دن بہت مبارک دن تھا۔ جماعت آسٹریلیا کی تاریخ میں کئی لحاظ سے ایک تاریخی دن تھا اور سنگ میل تھا۔ براعظم آسٹریلیا کی سرزمین پر یہ پہلا ایسا جلسہ سالانہ تھا جس میں خلیفۃ المسیح بنفس نفیس شرکت فرما رہے ہیں۔ پھر آج اس سرزمین سے یہ پہلا ایسا خطبہ جمعہ تھا جو MTA کے ذریعہ دنیا بھر میں Live دیکھا اور سنا گیا۔ دنیا کے اس دور کے خطہ زمین سے ایم ٹی اے کی Live نشریات MTA کی تاریخ میں بھی ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

خطبہ جمعہ

ڈیڑھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

گزشتہ 27 سال میں جماعت احمدیہ پوری طرح اس ملک میں آئی ہے۔ اور خاصی تعداد یہاں آئی ہے۔ لیکن اس ملک میں احمدیت کا آغاز آپ لوگوں کے یہاں آنے سے نہیں ہوا، اس ملک میں احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں 1903ء میں آئی ہے۔ اور حضرت صوفی موسیٰ خان صاحب رضی اللہ عنہ کو قبول احمدیت کی توفیق ملی گویا اس ملک میں احمدیت کا پودا لگے سو سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: صوفی موسیٰ خان صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے جو بیعت کی قبولیت کا خط ملا اس میں جو ہدایات درج تھیں وہ آج بھی ہر احمدی کے لئے مشعل راہ ہیں۔ اور اگر آپ ان ہدایات کو پلّے باندھ لیں تو اس ملک میں خدا تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کے وارث ہو سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اپنے بندے کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے اور ایسی ایسی جگہوں سے ایسے ذرائع سے اس کی ضروریات پوری کرتا ہے کہ بندے کو اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کے نیک اور خالص بندے اس بات کا تجربہ رکھتے ہیں اور آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ہمیں اس کے کئی نمونے نظر آتے ہیں۔ اور پھر اس دنیا کے انعاموں کے ساتھ ایسے بندے جو خدا کی طرف جھکنے والے ہوں ان کی اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق عاقبت بھی سنور جاتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اس دنیا سے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ دائمی جنتوں کی بشارت بھی دیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ نے نیک انجام کی خبر الہاماً دی تھی۔ تو یہ خوشخبری یقیناً آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام دعاوی پر مکمل ایمان اور اپنی عملی حالت کو ان نصائح کے مطابق ڈھالنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دی تھی۔

پس یہ اللہ تعالیٰ پر کامل اور مکمل ایمان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی تعلیم پر صدق دل سے چلنا یقیناً اللہ تعالیٰ کے دنیا و آخرت کے انعاموں کا وارث بناتا ہے۔ آج بھی ہم اگر ان انعاموں کے وارث بننا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی تا کہ ہر وقت ہم اس کے فضلوں کے وارث ٹھہر سکیں۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے جو خط حسن موسیٰ صاحب کو لکھا اس میں لکھا کہ درخواست بیعت حضرت نے آپ کی قبول فرمالی ہے اب آپ کو چاہئے کہ نمازوں کو سنوار کر ادا کریں"۔

حضور انور نے فرمایا کہ نماز ایک ایسی بنیادی چیز ہے جس کے بغیر مومن مومن نہیں کہلا سکتا۔ نماز کو سنوار کر ادا کرنا ضروری ہے۔ نماز سنوار کر پڑھنے میں بہت سے لوازمات شامل ہیں۔

حضور انور نے بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ ہم کس طرح اور کن کن امور کا خیال رکھتے ہوئے اپنی نمازوں کو سنوار کر ادا کر سکتے ہیں۔ حضور انور نے وضوء کی حکمت بھی بیان فرمائی اور وقت پر نمازیں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر احمدی کو وقت پر نماز ادا کرنے کی پابندی کرنی چاہئے۔ اس زمانہ میں جب کہ ہر طرف مادیّت کا دور دورہ ہے۔ نمازوں کی وقت پر ادائیگی کی طرف توجہ دینا بہت ضروری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز باجماعت کی اہمیت بیان فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ باجماعت نماز ادا کرنا اکیلے نماز پڑھنے سے 27 گنا بہتر ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ سڈنی میں آپ کی مسجد ہے جو مسجد آسکتے ہیں وہ مسجد آئیں۔ جو زیادہ فاصلے پر ہیں وہ اپنے اپنے علاقوں میں نماز سنٹر قائم کریں۔ جہاں یہ ممکن نہ ہو وہاں گھر کے سربراہ بیوی بچوں کو اکٹھا کریں اور باجماعت نماز ادا کریں۔ اس سے جہاں باجماعت نماز کا ثواب ملے گا وہاں بچوں کے دلوں میں بھی باجماعت نماز کی اہمیت اجاگر ہوگی اور باجماعت نماز کی ادائیگی کی عادت پڑے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پھر اس خط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نصیحت فرمائی کہ "استغفار بہت پڑھتے رہیں"۔ حضور انور نے استغفار کے مضمون پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

حضور انور نے فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس علاقہ میں پانی کی قلّت ہے۔ آج احمدی ہیں جو دنیا کی تکلیفیں دور کرتے ہیں۔ پس اپنی عبادتوں اور استغفار کو پہلے سے بڑھ کر کریں اور دعاؤں سے مدد کریں۔

حضور انور نے نظام وصیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت صوفی حسن موسیٰ صاحب بیرونی ممالک میں پہلے موصی ہیں۔ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے نظام وصیت کے اعلان کے تین ماہ بعد مارچ 1906ء میں وصیت کی اور اس طرح اس ملک میں بھی وصیت کے سو سال پورے ہو چکے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: جب آسٹریلیا کے دورہ کا پروگرام بنا اور یہاں آنے سے قبل اس بات کا علم نہیں تھا کہ اس ملک میں ہندوستان اور پاکستان سے باہر پہلی وصیت ہوئی ہے۔ اور اس ملک میں بھی وصیت کے سو سال پورے ہو چکے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت صوفی حسن خان صاحب نے بڑی تڑپ کے ساتھ وصیت کی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے جماعتوں کے عہدیداران موصی ہوں۔ ذیلی تنظیموں کے عہدیداران بھی موصی ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ صوفی صاحب کے حالات پڑھ کر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آپ میں سے ہر شخص موصی ہو۔ حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے نئے آنے والے جزائر کے لوگ بھی وصیت کے نظام میں شامل ہو رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: پھر اس خط میں لکھتے ہیں کہ"

حضرت اقدس آپ کے اخلاص اور محبت اور خدا داد فہم رسا سے بہت خوش ہوئے اور آپ کے حق میں دعا فرماتے ہیں کہ خداتعالیٰ آپ کو دینی اور دنیاوی برکت دے۔ اور آپ کے ہدایت اور تبلیغ سے بہتوں کو فائدہ دے اور ایک جماعت کے قلوب کو اس سلسلے کی طرف متوجہ کرے آمین''۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: اس خط میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احمدیت کا پیغام پہنچانے کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ حضور انور نے احباب جماعت آسٹریلیا کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ روحانی پانی کی نہریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر جاری فرمائی ہیں اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہ جلسے کے چند دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لئے میسر فرمائے ہیں کہ اس میں اپنے جائزے لیں اور اپنے اندر روحانی انقلاب پیدا کریں۔ آپس میں محبت اور بھائی چارے کی فضا قائم کریں اور پھر مستقل مزاجی سے اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔

اللہ تعالیٰ ان دنوں میں آپ سب کو اس لحاظ سے دعائیں کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اور جو باجماعت نمازیں پڑھنے اور نوافل پڑھنے کے مواقع میسر آئیں اس میں بھی باقاعدگی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ جلسہ ہر لحاظ سے آپ کے لئے روحانی ترقی کا باعث بنے۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس خطبہ جمعہ کا مکمل متن علیحدہ شائع ہو رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ اڑھائی بجے تک جاری رہا۔ خطبہ کے بعد حضور انور نے نماز جمعہ و نماز عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

آج نماز جمعہ میں آسٹریلیا کی تمام جماعتوں سے آنے والے احباب و مستورات کے علاوہ بیرونی ممالک برطانیہ، انڈونیشیا، پاکستان، امریکہ، کینیڈا، جرمنی، نیوزی لینڈ، جزائر فجی، جزائر سالومن، بنگلہ دیش، ماریشس، سنگاپور اور پاپوانیوگنی سے آنے والے احباب اور فیملیز شامل ہوئے۔ جمعہ کی مجموعی حاضری چودہ صد سے زائد تھی۔

بعد از سہ پہر حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

فیملی و انفرادی ملاقاتیں

پانچ بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے جہاں آسٹریلیا کی جماعتوں سڈنی، Perth، Brisbane اور Melbourne کے علاوہ پاکستان اور ماریشس سے آنے والے احباب نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

پرتھ سے آنے والی فیملیز ساڑھے تین ہزار کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام رات سوا آٹھ بجے تک جاری رہا۔

ملاقاتوں کے بعد ساڑھے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

رہنمائے صحت

تہذیب اور صحت

زندگی میں سب سے خاص چیز غذا ہے۔ مختلف ملکوں کے فلسفیوں نے اس بات کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ اندرونی اور بیرونی دنیا میں ایک لطیف مگر مستحکم سلسلہ ہے۔ اسی کی ایک اہم کڑی غذا ہے۔ مشرقی اور مغربی اطباء نے اس کے متعلق بہت کچھ چھان بین کی اور بہت سے مفید نسخے بھی برآمد کئے۔

چونکہ تہذیب کے مروّجہ معنوں میں اہل شہر زیادہ مہذب سمجھے جاتے ہیں لہذا شہروں ہی میں غذا کے بارے میں قوانین قدرت کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ لذت پر (جو بدقسمتی سے مروّجہ تہذیب کا جزو اعظم ہے) فائدہ کو قربان کر دیا ہے۔ مختلف ذائقوں کے کھانے ایک ساتھ کھانا مسلّمہ طور پر صحت کے لئے مُضر ہے۔ لیکن ہماری روزانہ زندگی میں بالعموم اس کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ دیدہ دانستہ یہ کوشش کی جاتی ہے کہ غذائیں مختلف ذائقوں کی ہوں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں بیماروں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ اور سب سے زیادہ تعداد معدہ کے مریضوں کی ہے۔ یوں تو دنیا میں ہر سال لاکھوں انسان بھوکے مر جاتے ہیں لیکن کھانے کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے اس سے کہیں زیادہ تعداد لقمۂ اجل بنتی ہے۔

موجودہ دور میں جہاں لفظی اعتبار سے وسعت نظر کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہاں معنوی اعتبار سے ہم روز بروز زیادہ کم نظر ہوتے جاتے ہیں۔ عینکوں کا استعمال روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ اس زوال نظر کے عناصر بھی تہذیب کے قالب میں ہی مضمر نظر آتے ہیں۔ فطرت نہیں چاہتی کہ انسان آدھی رات تک یا اس کے بعد تک تھیٹر اور سینما کے تماشے دیکھے لیکن انسان ہے کہ اپنی روزانہ زندگی کو زیادہ سے زیادہ بے لطف بنا کر خوشی حاصل کرنے کے سامان تفریح گاہوں میں تلاش کرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ نگاہیں کمزور ہوتی جاتی ہیں۔ کسی عضو سے ضرورت سے زیادہ کام لینے سے اس کی قوت کو نقصان پہنچتا ہے۔ ہماری قوت بینائی بے جا استعمال کی وجہ سے کم ہو رہی ہے اور اس کے تحفظ کے لئے آئی لوشن، سُرمہ، عرق، خمیرہ وغیرہ مختلف چیزیں استعمال کی جاتی ہیں۔ لیکن فطرت سے جنگ کرنے میں بالعموم انسان ہی کی ہار ہوتی ہے۔

تہذیب کے ارتقاء کے ساتھ انسان نے اونچے اونچے مکانات بنانا بھی شروع کر دئے جس کی وجہ سے بڑی بڑی بستیوں میں ہوا کا گزر مشکل ہو گیا۔ گندی سانس کے ذریعے ہمارے جسم میں داخل ہو کر صحت کو بہت نقصان پہنچاتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ شہروں میں ضیق النفس، دق اور سِل کے مریض دیہات کے مقابلہ میں کہیں زیادہ کثرت سے ملتے ہیں۔

اسی طرح مشینری کی ترقی کے ساتھ ساتھ دھوئیں کی کثرت ہوتی جاتی ہے جو اکثر فضا میں محیط نظر آتا ہے۔ علاوہ ازیں مشینری کی آواز کان کے لئے پریشان کُن ہی نہیں بلکہ مُضر بھی ہے اور حکماء کی یہ رائے ہے کہ مشینری کی ترقی کی یہی رفتار جاری رہی تو تقریباً ایک ہزار سال میں قوت سماعت نصف سے بھی کم رہ جائے گی۔ غرضیکہ ایک طرف تو ہم اس بات پر ناز کرتے ہیں کہ ہم تہذیب کی ارتقائی منزلیں طے کرتے جارہے ہیں اور دوسری طرف وہی تہذیب ہماری تدریجی فنا کا باعث ہوتی جارہی ہے۔

خوشبُو کا اثر صحت پر

خوشبُو کا صحت پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ خوشبُو کے جتنے فائدے ہیں، بدبُو کے اتنے ہی نقصان۔ خوشبُو تندرستی کے لئے ایک ضروری چیز ہے۔

آج سے غالباً تین سو برس پہلے پروفیسر گسٹن گیگر کئی تجربے کر کے اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ خوشبُو کے استعمال سے آنکھ، ناک، کان، دماغ اور معدے پر بڑا ہی صحت بخش اثر پڑتا ہے۔ کئی خوشبُویات مختلف بیماریوں کے جراثیم کو مارنے کی خاصیت رکھتی ہیں۔ ہیضہ، اسہال، پلیگ، ٹائیفائیڈ (میعادی بخار) وغیرہ کے جراثیم کا خاتمہ خوشبُویات سے بڑی آسانی سے ہو جاتا ہے۔ خوشبُویات کے استعمال سے دماغ کے اندر جو اعصاب ہوتے ہیں ان میں ایک قسم کی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے دل سے ملحقہ نسوں میں ایک گُدگُدی پیدا ہوتی ہے جس سے خون کے دورہ میں تیزی آجاتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ عطر وغیرہ سونگھنے سے ایک طرح کی مستی سی ہوتی ہے جو بڑی ہی اچھی اور تھکان مٹانے والی ہوتی ہے۔

لونڈر واٹر، عرق گلاب، مُشک اور گُلاب کے عطر کے استعمال کرنے سے سر درد دور ہو جاتا ہے۔ اور دماغی تکان مٹ جاتی ہے۔ چندن کا تیل Nervous Exitement میں جو زیادہ تر بخار کی حالت میں ہوتی ہے بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ گُل مہندی کا تیل بے خوابی میں بہت فائدہ کرتا ہے۔ بیمار بچوں اور مریضوں کو گُلاب، چنبیلی، کیوڑہ وغیرہ کے پھول سونگھنے کو دئے جائیں تو بڑا ہی فائدہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پبلک ہسپتالوں اور زچہ گھروں کے باغیچوں میں خوشبودار پھولوں کے پودے لگائے جاتے ہیں۔

اے پھول............

اے پھول کس قدر تو دل کش ہے خوشنما ہے
دل کو لبھانے والی تیری ہر اک ادا ہے
ہے شوخ رنگ تیرا خوشبو ہے بھینی بھینی
محبوب بلبلوں کا گلشن کا لاڈلا ہے
شبنم سویرے آکر دھوتی ہے تیرا مکھڑا
قدرت کا ہاتھ تیرے تن کو سنوارتا ہے
ٹھنڈی ہوائیں تجھ کو جب گیت ہیں سناتی
ٹہنی کے جھولنے میں کیا کیا تو جھولتا ہے
سورج کی شوخ کرنیں ہیں تجھ کو گدگداتی
گلشن کی انجمن میں تو کھلکھلا رہا ہے
دو دن کی ہے مگر یہ ساری بہار تیری
انجام زندگی کا آخر تیری فنا ہے
ہوں پھول ایک میں بھی اسلام کے چمن کا
مجھ کو بھی رنگ و بو کا تحفہ عطا ہوا ہے
دیں کا ہے رنگ مجھ میں ایماں کی مجھ میں خوشبو
جاں بخش مجھ کو پانی قرآن کا ملا ہے
برسیں گھٹائیں مجھ پر یثرب سے آنے والی
شاداب قادیاں کے چشمے نے کر دیا ہے
ہو جائے مجھ سے راضی مولا کریم میرا
بس میری زندگی کا اِتنا ہی مدعا ہے
خوشبو میری جہاں میں اب پھیل کے رہے گی
تقدیر کا ازل سے یہ پختہ فیصلہ ہے
ہے اشتیاق میرا پچھمؑ کے باسیوں کو
بخشوں گا زندگی میں پورب نواسیوں کو

(میر اللہ بخش تسنیمؔ)

غانا میں ذیلی تنظیموں کے نیشنل اجتماعات

(رپورٹ: فہیم احمد خادم مبلغ سلسلہ غانا)

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ پر اپنی رحمتوں کی بے انتہا بارش برسائے جنہوں نے کمال دانشمندی سے افرادِ جماعت کو عمر کے لحاظ سے مختلف تنظیموں میں پرو دیا۔ یہ تنظیمیں دنیا بھر میں خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور انصار اللہ کے نام سے جانی جاتی ہیں۔

جہاں بھی جماعتِ احمدیہ اپنے قدم جماتی ہے وہاں جماعتی نظام کے ساتھ ان تنظیموں کے ڈھانچے بھی ابھرتے ہیں۔ اس طرح ان جماعتوں میں زندگی کی ایک نئی روح ابھرتی ہے۔ جماعتِ احمدیہ غانا میں بھی یہ تنظیمیں بفضلِ خدا اپنے پاؤں پر کھڑی ہیں ان کے تحت ریجنل اجتماعات ہوتے اور پھر سال کے آخر پر قومی سطح پر نیشنل اجتماعات ہوتے ہیں۔ ان اجتماعات کی خاص بات یہ ہے کہ ہر سال ان کے انعقاد کی جگہ بدلتی رہتی ہے۔ اگر اس سال کوئی اجتماع اشانٹی ریجن میں ہوا ہے تو اگلا اجتماع کسی اور ریجن میں ہوگا اور اس کے بعد والا اجتماع کسی تیسری جگہ ہوگا اسی طرح خدام الاحمدیہ، انصار، اور لجنہ ہر سال نئی نئی جگہوں پر اجتماعات منعقد کرتے ہیں۔ ان نئی جگہوں پر اجتماعات کے دوہرے فائدے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان جگہوں کے احمدی احباب کو شرفِ میزبانی ملتا ہے۔ اور خدمت کی توفیق ملتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس طرح ملک بھر میں جماعتِ احمدیہ کی تبلیغ ہوتی ہے۔ تنظیموں کے یہ اجتماعات غیروں میں تبلیغ کا ایک مؤثر ذریعہ بنتے ہیں۔ ان نئے نئے علاقوں میں اجتماعات کی بدولت احمدیت کی بڑی اور خوبصورت اور حسین تصویر ابھرتی ہے۔

امسال حسنِ اتفاق سے یہ سارے اجتماعات ایک ایک ہفتہ کے وقفہ سے ماہِ ستمبر میں جمع ہوگئے۔ مؤرخہ ۱، ۲، ۳ ستمبر کو لجنہ کا اجتماع تھا جبکہ مؤرخہ ۸، ۹، اور ۱۰ ستمبر کو خدام الاحمدیہ اور مؤرخہ ۱۵، ۱۶، اور ۱۷ ستمبر کو مجلس انصار اللہ غانا کے اجتماعات منعقد ہوئے۔

نیشنل اجتماع مجلس لجنہ اماء اللہ غانا

لجنہ اماء اللہ غانا کا اجتماع اشانٹی ریجن میں کماسی کے مقام پر ہوا۔ اس اجتماع کی مختصر رپورٹ پیش ہے۔

یہ اجتماع کماسی شہر میں واقع ٹی۔ آئی احمدیہ سیکنڈری سکول میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کا THEME تھا "آج کے جدید دور میں ایک احمدی مسلمان کا کردار" اجتماع کے پہلے دن ملک بھر سے لجنہ اماء اللہ اور ناصرات کی آمد ہوئی۔ اس رات نمازِ عشاء کے بعد علمی مقابلہ جات ہوئے۔ ناصرات کے مابین یسرنا القرآن اور قرآن مجید ناظرہ پڑھنے کا مقابلہ اور عام دینی معلومات کا مقابلہ ہوا جبکہ لجنہ کے مابین تلاوتِ قرآن مجید اور کوئز کے مقابلے ہوئے۔

مؤرخہ ۲ ستمبر کو جمعہ کا روز تھا۔ دن کا آغاز نمازِ تہجد باجماعت سے ہوا۔ نمازِ فجر کے بعد "مسجد کے آداب" کے موضوع پر درس ہوا۔

ROUTE MARCH

7 بجے صبح روٹ مارچ ہوا۔ اجتماع کے موقع پر لجنہ اماء اللہ اور ناصرات ایک خاص یونیفارم زیب تن کرتی ہیں جو ان اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے سفید قمیص، سفید شلوار یا پاجامہ اور سفید اوڑھنی روٹ مارچ کے لئے سارے ریجنز (غانا میں ۱۰ ریجنز ہیں) اپنی ناصرات اور ممبراتِ لجنہ کا ترتیب کے ساتھ ۴، ۵ قطاروں میں کھڑا کرتے ہیں۔ سارے ریجنز اس طرح آگے پیچھے ترتیب سے کھڑے ہوتے ہیں۔ اس طرح آدھ میل یا زائد فاصلہ تک یہ ناصرات اور لجنہ ترتیب کے ساتھ قطاروں میں کھڑی ہوتی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ مخصوص راستوں پر مارچ کرتی ہیں۔

یہ گروپس حمد و ثناء اور درود شریف پر مشتمل نغمات الاپتے آہستہ آہستہ مارچ کرتے ہوئے شہر کی بڑی بڑی شاہراہوں پر سے گزرتے ہیں۔ ایک میل بھر کے فاصلے پر پھیلے ہوئے مختلف ریجنز جب لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کے نعرے لگاتے ہیں تو شہر کی ساری فضا ان نعروں سے معمور ہو جاتی ہے۔ بڑا خوبصورت نظارہ ہوتا ہے۔ سفید لباس میں ملبوس یہ لمبا سا جلوس بڑے منظّم طریق سے گذرتا ہوا جب نعرہ ہائے تکبیر لگاتا ہے تو اردگرد کا سارا ماحول اس نظارہ سے از حد متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ پولیس حفاظت کے لئے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ گاڑیاں رک رک کر اس نظارہ کو دیکھتی ہیں۔

امسال قریباً ۸ کلو میٹر کا فاصلہ طے کیا گیا۔ یہ روٹ مارچ کماسی شہر کی مخصوص شاہراہوں پر کیا گیا۔ ۱۲ بجے دوپہر حضور پر نور کا خطبہ جمعہ MTA کے توسط سے براہِ راست سنایا گیا۔ اس کے بعد مقامی طور پر مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے قرآن مجید کی روشنی میں اجتماعات کی اغراض و اہمیت پر روشنی ڈالی۔ فرمایا: اجتماعات معروف باتوں کے اجراء، اصلاح بین الناس اور صدقہ و خیرات کے فروغ کے لئے ہونے چاہئے۔

اجتماع کا پروگرام کچھ اس طرح ترتیب دیا گیا تھا کہ ایک حصہ ناصرات کے لئے جبکہ دوسرا حصہ لجنہ اماء اللہ کے لئے مخصوص تھا۔

نمازِ جمعہ کے بعد ۲:۳۰ بجے ناصرات سیشن کا آغاز ہوا۔ اس سیشن کا THEME تھا "گرل چائلڈ قوم کی ریڑھ کی ہڈی ہے" اس میں تلاوتِ قرآن اور songs of praise کے بعد ناصرات کے ایک گروپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اردو نظم "میری رات دن بس یہی اک صدا ہے" بڑی خوش الحانی سے پڑھی۔ اسکے بعد ناصرات کے ایک اور گروپ نے MTA پر آنے والی صفاتِ باری تعالیٰ کو اسی کی طرز اور لے سے خوبصورتی کے ساتھ پڑھا۔ ان اسماء باری تعالیٰ کے ذکر کے بعد ناصرات سیشن کا افتتاح ہوا۔ مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر جماعت احمدیہ غانا نے افتتاحی خطاب سے نوازا۔ آپ نے اپنے خطاب میں کماسی شہر میں جاری 'مسرور کلاس' کا ذکر فرمایا۔ اس میں ناصرات کو اردو نظمیں سکھائی جاتی ہیں نیز قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے اور دیگر دینی معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ آپ نے اس خواہش کا ذکر فرمایا کہ ایسی کلاسز سارے ملک میں منعقد ہوں۔

آپ نے فرمایا:۔ بچی قوم کی ریڑھ ہی کی ہڈی نہیں بلکہ ساری دنیا کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس لئے آنحضورؐ نے فرمایا اَلْـجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَات اس خطاب کے بعد ایک بچی نے "موجودہ معاشرہ کی بدنظمی میں احمدی بچی کا کردار" کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد چند مہمانوں نے تقاریر کیں۔

ریلی کے دوسرے روز یعنی ۳ ستمبر کا آغاز نمازِ تہجد سے ہوا۔ اس کے بعد "دعا کی تاثیرات" کے موضوع پر درس ہوا۔ ناشتہ کے بعد ناصرات اور لجنہ کی الگ الگ کھیلیں ہوئیں۔ ناصرات نے مندرجہ ذیل کھیلوں میں حصہ لیا:۔ بوری ریس، بال اٹھا کر بالٹی میں ڈالنا، سوئی میں دھاگہ پرونا۔ لجنہ کے مابین مندرجہ ذیل گیمز ہوئیں:۔ بوری ریس، بال اٹھا کر بالٹی میں ڈالنا، میوزیکل چیئرز اور سوئی میں دھاگہ پرونا۔

کھیلوں کے بعد لجنہ کا سیشن ہوا۔ اس میں تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری وانچارج غانا نے افتتاحی خطاب فرمایا آپ نے اپنے خطاب میں بچوں کی اصلاح، تربیت و اخلاق میں ترقی پر زور دیا۔ اس اجلاس میں شرکت کے لئے غانا کی خاتونِ اول اہلیہ صدر مملکت غانا کو دعوت دی گئی تھی۔ وہ خود تو تشریف نہ لاسکیں تاہم ان کی نمائندگی میں اشانٹی ریجن کی ڈپٹی منسٹر Hon.patricia Adejei نے شرکت فرمائی۔ اس حصہ میں لجنہ کی سالانہ رپورٹ پیش کی گئی۔ اور "اخلاقِ فاضلہ اور روحانی ترقی کا باہمی تعلق" کے موضوع پر تقریر ہوئی۔

آخری سیشن میں ایک تقریر ہوئی جس کا عنوان تھا "اسلام میں عورت کا مقام" اسکے بعد مجلس سوال و جواب ہوئی۔ محترم امیر صاحب نے لجنہ کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ اس کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی۔ علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشنز لینے والی ناصرات اور لجنہ میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ علمی مقابلوں میں اشانٹی ریجن اول رہا۔ جبکہ سپورٹس میں سنٹرل ریجن اول رہا۔

آخر پر محترم امیر صاحب جماعتِ احمدیہ غانا نے اختتامی خطاب سے نوازا۔ اور دعا کروائی۔ جس کے ساتھ ہی یہ ریلی بفضل خدا اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس ریلی میں ملک بھر سے شامل ہونے والی لجنہ اور ناصرات کی تعداد ۴۵۰۰ رہی۔ الحمدللہ۔

اس اجتماع کا ایک پروگرام نمائش سے بھی تعلق رکھتا تھا۔ ہر ریجن نے نمائش میں اپنے ہاتھ سے تیار کی ہوئی چیزیں پیش کیں۔ مہمان خصوصی جو ایک عیسائی تھیں لجنہ اماء اللہ کے نظم و ضبط کو بے حد سراہا اور کہا کہ لجنہ اماء اللہ کے اجتماع میں شامل ہو کر اتنی متاثر ہوئی ہوں کہ اب سے اسلام کو سنجیدگی سے مطالعہ کرنے کی کوشش کروں گی۔ چنانچہ ان کی خدمت میں اسلامی کتب مطالعہ کے لئے تحفۃً پیش کی گئیں۔

رپورٹ اجتماع مجلس انصار اللہ غانا

امسال مجلس انصار اللہ غانا نے اپنے تیئسویں اجتماع کے لئے Upper East Region کے صدر مقام شہر Bolge Tanga کا انتخاب کیا۔ یہ اجتماع مؤرخہ ۱۶، ۱۷ ستمبر کو منعقد ہوا۔ اس اجتماع کا Theme تھا Tolerance:an indispensable tool for Nation building مؤرخہ ۱۵ ستمبر کو ملک بھر کے انصار دور دراز سے اس جگہ پر پہنچے۔ یہ مقام بورکینا فاسو کے بارڈر سے تقریباً ۴۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے گویا ملک کے دوسرے کونے میں۔ اگر آپ غانا کے capital "Accra" سے سفر کریں تو یہاں پہنچنے کے لئے آپ کو ۸۵۰ کلومیٹر سفر کرنا پڑے گا۔ اتنے لمبے سفر کرنے کے لئے لوگ ایک دن یا دو دن قبل سفر کرنا شروع کرتے ہیں۔ بسا اوقات گاڑیاں راستے میں خراب ہو جاتی ہیں اور مسافر رات بھر سڑک پر بسیرا کرتے ہیں۔ ہم جب ایک لمبے سفر کے بعد اپنی منزل بولگا ٹانگا پہنچے تو ہر طرف انصار "جوانوں کے جوان" نظر آئے۔ حیرت تھی کہ کس قدر ہمت کے ساتھ یہ انصار اتنے لمبے سفر کی صعوبت برداشت کر کے یہاں پہنچے ہیں۔ اگلی صبح ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ تہجد باجماعت کے لئے سارا ہال انصار سے کھچا کھچ بھرا ہے۔ ان کے چہروں پر تھکاوٹ کے کوئی آثار نہ تھے۔ سب تازہ دم نظر آرہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ ایمان کی گرمی اور محبت الٰہی کی تپش ہی ہے جس نے ان کو ہشاش بشاش رکھا ہے۔ اور کوئی تھکاوٹ محسوس نہیں ہونے دیتی۔ علی الصبح ان انصار کو جوانوں کی طرح تہجد پر تیار دیکھ کر ان کی حرارتِ ایمانی پر دل عش عش کر اٹھا۔ تہجد باجماعت کی ادائیگی کے بعد مکرم الحاج آدم داؤد صاحب نے "والد کی ذمہ داریاں" کے موضوع پر درس دیا۔ اس درس کے بعد انصار کی گیمز ہوئیں۔ ان میں ۱۰۰ میٹر دوڑ، رسہ کشی اور ٹیبل ٹینس اور والی بال شامل تھے۔

یہ جمعہ کا روز تھا ۱۲ بجے دوپہر کو انصار نے حضور پر نور کا خطبہ جمعہ MTA پر لندن سے براہِ راست سنا۔ بعد ازاں مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا نے مقامی طور پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ محترم امیر صاحب نے آیت کریمہ "لَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام میں کسی دوسرے شخص کو بلا وجہ قتل کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ خدا نے زندگی کو عظیم عطیہ قرار دیا ہے۔ دوسرے کی زندگی سے کھیلنا تو کجا انسان کو خود اپنی زندگی ختم کرنے کا بھی کوئی حق نہیں۔ خودکشی کی ہرگز اجازت نہیں۔

آپ نے لندن میں ہونے والے بم دھماکوں کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے فرمایا:۔ اسلام تو امن پسند مذہب ہے۔ اسلام تو اپنے نفس کے ساتھ امن قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ ماحول میں امن قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اور خدا کے ساتھ امن کا تعلق پیدا کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ آپ نے اس خطاب کے آخر پر مسلمانوں میں موجود "خونی مہدی" کے تصور کی بھی بھرپور تردید کی۔

اس اجتماع کے لئے ۲ ہال استعمال کئے گئے تھے۔ ایک کو نمازوں کے لئے جبکہ دوسرا اجتماع کی کاروائی کے لئے استعمال کیا گیا تھا۔ اجتماع گاہ کو بینرز کی مدد سے خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

۳:۳۰ بجے دوپہر کو اجتماع کے پہلے باقاعدہ سیشن کا آغاز ہوا۔ تلاوتِ قرآن مجید کے بعد صدر مجلس انصار اللہ غانا Mr. yusuf wemah نے مجلس انصار اللہ کا عہد دھرایا۔ اسکے بعد آپ نے استقبالیہ ایڈریس میں محترم امیر صاحب اور دیگر مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

محترم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ آپ نے اجتماع کے Theme کو موضوع سخن بنایا آپ نے آیت کریمہ ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ﴾ (الروم:23) کو بنیاد بنا کر فرمایا:

قدرت میں ورائٹی ہے۔ تنوع ہے۔ خدا خود زبانوں اور رنگوں کے فرق کو بیان کرتا ہے۔ یہ تنوع عقل و فہم سے خالی نہیں۔ ایسا کرنے میں بھی خدا تعالیٰ نے دانشمندی سے کام لیا ہے۔ یہ باہمی اختلافات زینت کا باعث ہے۔ آپ نے باغ کی مثال دیتے ہوئے فرمایا: اگر آپ باغ میں جائیں اور اس میں ہر جگہ ایک طرح کے پھول ہوں تو اس میں کوئی خوبصورتی نظر نہیں آئے گی۔ لیکن وہی باغ جس میں طرح طرح کے پھول، رنگا رنگ کے پھول مختلف خوشبوئیں بکھیرتے ہوئے نظر آئیں تو آپ کو بے حد خوبصورتی نظر آئے گی۔

آپ نے فرمایا:۔ ایک عقلمند دوسروں کی آراء سے ہرگز ناراض نہیں ہوتا اس میں برداشت کا مادہ ہوتا ہے۔ اسے دوسروں کی رائے اور اختلاف رائے سننے کا حوصلہ ہوتا ہے۔

فرمایا:۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حوصلہ دیکھیں کہ عیسائیوں کو اپنی مسجد میں اپنے طریق پر عبادت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے سیاستدانوں کو بھی ملک کی ترقی کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ اختلافات کے باوجود مل جل کر کام کرنے کی نصیحت کی۔ اس کے بعد تہنیتی پیغامات کا پروگرام تھا۔ اجتماع میں شرکت کے لئے بینن، نائیجیریا، اور بورکینا فاسو کے وفود بھی آئے۔

صدر مجلس انصار اللہ بورکینا فاسو نے اپنے پیغام میں کہا:۔ غانا نے ہی بورکینا فاسو میں احمدیت کا پودا لگایا ہے۔ یہ

بورکینافاسو کے لئے ایسا درخت ہے جو سایہ اور پھل دو فائدے دیتا ہے۔غانا بورکینافاسو کے لئے باپ کی طرح ہے۔یہاں ہم اس سے سیکھنے آتے ہیں۔ نائیجیریا کے وفد نے پہلے محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ نائیجیریا کا پیغام پڑھ کر سنایا۔انہوں نے ماضی کی یادیں تازہ کرتے ہوئے لکھا:۔" غانا اور نائیجیریا میں بہت سی چیزیں common ہیں۔آغاز میں ہر دوممالک میں احمدیت کا پیغام ایک ہی مبلغ مکرم عبدالرحیم نیر صاحب کے ذریعہ پہنچا۔صدر مجلس انصاراللہ نائیجیریا اور صدر مجلس انصاراللہ بینن کی طرف سے خیرسگالی کے پیغامات پڑھ کر سنائے گئے۔اس موقع پر ریجنل منسٹر Hon. Boniface Gambila کا نمائندہ تشریف لائے کیونکہ وہ خود شہر سے باہر گئے ہوئے تھے۔آپ نے جملہ انصار کو اپنے ریجن میں خوش آمدید کہا۔انہوں نے کہا:۔ آپ نے ریلی کے لئے جو Theme چنا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ جذبہ حب الوطنی کے ساتھ قومی ترقی کے خواہاں ہیں اس کے بعد بولگاٹانگا کے پیراماؤنٹ چیف NaabaMartin Abilba (آپ ۳۶ سال سے اس عہدہ پر فائز ہیں۔) نے اجتماع سے مختصر خطاب فرمایا۔آپ نے بھی کانفرنس کے Theme کو سراہتے ہوئے فرمایا غانا کو واقعی آج بہت وسعتِ حوصلہ کی ضرورت ہے رات کو نمازِ عشاء کے بعد جو سیشن ہوا اس کی صدارت مکرم محمد یوسف نائب امیر اول نے کی۔اس میں علمی مقابلہ جات ہوئے۔ان میں مقابلہ اذان اور کوئز شامل ہیں مبلغین کی ایک ٹیم نے ججز کے فرائض سرانجام دیئے۔یہ پروگرام رات گئے تک جاری رہا۔

اجتماع کا دوسرا دن

آج بھی نمازِ تہجد ادا کی گئی۔اس کے بعد ریجنل مبلغ مکرم ناصر احمد صاحب کاہلوں نے" خلافت کی اہمیت" کے موضوع پر درس دیا ۹ بجے صبح روٹ مارچ ہوا۔غانا میں انصار کا ایک یونیفارم ہے جو مندرجہ ذیل اشیاء پر مشتمل ہے۔

کالی ٹوپی،اوورکوٹ کی طرح کا سفید رنگ کا لباس جو گلے سے لے کر پاؤں تک جائے۔کالی جوتیاں اور گلے میں سفید کالی دھاریوں والا رومال روٹ مارچ کے لئے سب سے پہلے تو تمام انصار اپنے اپنے ریجن میں قطاریں بنا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ہر ریجن کے انصار ۴،۵ کی قطاریں بناتے ہیں۔ایک کے بعد دوسرا پھر تیسرا ریجن بالترتیب اپنی قطاریں بنائے کھڑا ہوتا ہے۔اشارہ ملتے ہی سارے انصار کا قافلہ اس طرح قطاروں میں نعرہ ہائے تکبیر لگاتا، درود شریف پڑھتا،اور حمد وثناء کے گانے گاتا مارچ کرنا شروع کر دیتا ہے۔یہ مارچ شہر کی بڑی بڑی شاہراہوں پر ہوتا ہے۔جب یہ 'نوجوان' انصار بڑی جوانمردی اور ہمت کے ساتھ سرتاپا سفید لباس میں ملبوس مارچ کرتے ہوئے شہر کی معین سڑکوں سے گزرتے ہیں تو یہ نظارہ قابلِ دید ہوتا ہے۔لوگ اس اتحاد،یکجہتی، نظم وضبط سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

آخری سیشن ۲:۳۰ بجے دوپہر کو شروع ہوا۔تلاوت ونظم کے بعد مکرم مولوی محمد یوسف یاسن نائب امیر اول نے" وصیت کی اہمیت' کے موضوع پر تقریر کی۔دوسری تقریر ریجنل ڈائریکٹر آف ہیلتھ سروسز برانگ اہافو ریجن مکرم ڈاکٹر الحاج محم ابراہیم صاحب نے کی۔عنوان تھا" صفائی کی اہمیت اور ضرورت" اس تقریر کے بعد مجلس انصاراللہ نے ایک ریزولیشن پاس کیا۔اسکے مطابق انصار،ملک کے سیاستدانوں کو نرم زبان استعمال کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔اور خود بھی وعدہ کرتے ہیں کہ ملک کی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔

اس ریزولیشن میں ملک کے بعض حصوں کی نشاندھی کی گئی جہاں اختلافات باھمی کے باعث مسائل کھڑے ہو گئے ہیں۔حکومت سے ان مسائل کے پرامن حل کی درخواست کی گئی۔

اسکے بعد مکرم امیر صاحب نے علمی ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے۔اور آخر پر صدارتی واختتامی خطاب فرمایا۔

آپ نے فرمایا:۔جب میں نے آپ کو بڑی ہمت اور چستی کے ساتھ مارچ کرتے دیکھا تو میرے ذہن میں آیا کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے انصار کو" جوانوں کے جوان" قرار دیا تو واقعی درست بات تھی۔آپ نے انصار کو بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دلائی

محترم امیر صاحب جولائی میں جلسہ سالانہ لندن پر تشریف لے گئے تھے۔ان دنوں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بہت سی ہدایات سے نوازا تھا۔مکرم امیر صاحب نے حضور کا سلام اور ان ہدایات سے انصار کو آگاہ کیا۔بطور خاص امیر صاحب نے فرمایا:۔

۔خلافت جوبلی کی تیاری کریں۔دعاؤں اور روحانی پروگرام پر عمل کریں۔اور دوسروں سے بھی کروائیں۔نومبائعین کی تلاش کریں اور ان کو نظام جماعت کا حصہ بنائیں۔سب انصار رسالہ" الوصیت" کا مطالعہ کریں اور اس نظام میں شمولیت اختیار کریں۔

واقفینِ نو کی تربیت کریں۔جو بچے ۱۵ سال کے ہو رہے ہیں ان سے پوچھیں کہ کیا وہ اس عہد پر قائم ہیں جو ان کے والدین نے کیا تھا نیز دیکھیں کہ بچوں کا مستقبل میں کیا رجحان ہے۔؟

آخر پر مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر ومشنری انچارج غانا نے اختتامی دعا کروائی۔جس کے ساتھ ہی انصار کا یہ تربیتی وروحانی اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔اس اجتماع میں ۱۱۰۰۰ نصار نے شرکت کی۔قارئین سے درخواستِ دعا ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان اجتماعات کو جماعت کے لئے ہر لحاظ سے مبارک کرے۔اور روحانی وتربیتی ترقی کا ذریعہ بنائے (آمین)

رپورٹ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ غانا

خدام نے امسال اپنا ۲۷واں سالانہ اجتماع منعقد کرنے کے لئے اکرا سے ۸۱۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ناردرن ریجن کے صدر مقام Tamale کا انتخاب کیا۔یوں تو Tamale کا نام جماعت احمدیہ عالمگیر میں اب غیر معروف نہیں رہا۔یہاں ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خلافت سے قبل قریباً ۳ سال قیام پذیر رہے۔اور اس کے قریب Depali نامی جگہ پر گندم کاشت کرنے کا سب سے پہلا کامیاب تجربہ کیا تھا۔

اجتماع کی تاریخیں ۸،۹،۱۰ ستمبر ۲۰۰۵ء تھیں مقام اجتماع،ٹمالے سیکنڈری سکول تھا۔اس اجتماع کا Theme تھا" حب الوطن من الایمان" (وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے) 8/ستمبر کو رجسٹریشن اور آمد تھی۔south سے north تک کا یہ سفر ایک لمبا اور تھکا دینے والا تھا مگر احمدیت کی محبت سے سرشار خدام و اطفال کے قافلے در قافلے Tamale پہنچ رہے تھے۔

اجتماع کے پہلے دن کا آغاز نماز تہجد با جماعت سے ہوا۔بڑا روحانی ماحول تھا۔سارا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔تہجد کے بعد" بیعت کی دس شرائط" کے موضوع پر درس ہوا۔از فجر کے بعد اجتماع کے سلسلہ میں اعلانات ہوئے۔یہ پہلا روز زیادہ تر کھیلوں کے لئے مختص تھا۔خدام میں فٹ بال، والی بال،ٹیبل ٹینس اور اطفال میں فٹ بال اور ٹیبل ٹینس کے مقابلے ہوئے۔

آج جمعہ کا روز تھا ۱۲ بجے دوپہر کو سیٹلائیٹ کے ذریعہ حضور پرنور کا خطبہ جمعہ سنا گیا۔بعدازاں مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر ومشنری انچارج غانا نے مقامی طور پر جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمایا آپ نے قرآنی آیت ﴿لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ـ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (النسآء:115) کی روشنی میں اجتماعات کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی۔آپ نے MTA کی افادیت پر بھی زور دیا۔

رات کو نمازِ عشاء کے بعد علمی مقابلہ جات کا پروگرام تھا۔خدام و اطفال کے مابین تلاوت قرآن مجید،مقابلہ تقرر (فی البدیہہ) پیغام رسانی،اذان کے مقابلے ہوئے۔

دوسرا اور آخری روز ۱۰ ستمبر کا دن تھا۔اور آج ہفتہ تھا۔نماز تہجد با جماعت کے ساتھ دن کا آغاز ہوا۔اسکے بعد ایک خادم نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات سے کچھ اقتباسات بطور درس پیش کئے۔نماز فجر کے بعد" اطاعتِ خلافت" کے عنوان سے درس دیا گیا۔ناشتہ کے بعد روٹ مارچ ہوا۔یہ مارچ اجتماع کی روح رواں ہوتا ہے۔غانا میں خدام واطفال کا ایک خاص یونیفارم ہے جو وہ اجتماعات پر زیب تن کرتے ہیں یہ مندرجہ ذیل اشیاء پر مشتمل ہوتا ہے:۔

سفید شرٹ (آدھے بازو والی) کالا ٹراؤزر Trousers کالے جوتے،کالی اور سفید دھاری والی ٹوپی، گلے میں خدام کا رومال مارچ کے لئے جملہ خدام واطفال اپنے اپنے ریجنز میں قطاریں بنا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ہر ریجن کے پاس اپنا ایک بینر ہوتا ہے جس پر ریجن کا نام لکھا ہوا ہوتا ہے۔ریجن میں پہلے اطفال کی ۳، ۴ قطاریں پھر خدام کی قطاریں بنائی جاتی ہیں۔اس طرح ایک ترتیب کے ساتھ ۱۰ ریجنز کے خدام واطفال ترتیب کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔یہ سب قریباً ایک یا دو کلومیٹر کے فاصلے پر پھیلے ہوتے ہیں۔تیاری مکمل ہونے کے بعد یہ سب شہر کی بڑی بڑی شاہراہوں پر آہستہ آہستہ مارچ کرتے ہیں۔یہ خدام واطفال اپنی اپنی طرز پر اپنے اپنے ریجن میں songs of praise گاتے،کلمہ طیبہ کا ورد کرتے اور حمد وثناء کے نغمے الاپتے مارچ کرتے ہیں۔

جب اتنی بڑی تعداد میں نوجوان اور بچے سفید اور سیاہ لباس (ایک سا) پہنے ترتیب اور نظم وضبط کے ساتھ سڑکوں سے گذرتے ہیں تو لوگ رک رک کر نظارہ کرتے ہیں۔یہ نظارہ قابل دید ایمان افروز اور روح پرور ہوتا ہے۔یہ ہر طرف پھیلے 'سپاہِ احمدیت' ایمان سے منور اور احمدیت کی محبت سے سرشار نظر آتے ہیں۔اس مارچ کے اختتام پر کچھ دیر آرام کا وقفہ ہوا۔

۱۱۔۰۰ بجے پہلے سیشن کا آغاز ہوا۔اس سیشن میں ریجنل منسٹر Hon.AbubakrSiddique Boniface نے شرکت کے لئے آنا تھا۔سارا ماحول بے حد خوبصورت تھا۔سٹیج پر پچھلی جانب سفید جالی سے چاروں طرف دیواروں پر جال سا بچھایا گیا تھا۔اس میں طرح طرح کے پھول لگائے گئے تھے۔سٹیج کے پیچھے ایک بینر آویزاں تھا جس پر منارۃ المسیح بنایا گیا تھا اور اس سے پرندوں کو ادھر ادھر اڑتے دکھایا گیا تھا۔سٹیج پر Ribbon سے بنائے گئے پھول بھی سجائے گئے تھے۔ریجنل منسٹر کے لئے بے تابی سے انتظار کیا جا رہا تھا۔خدام کا ایک گرپ اپنے یونیفارم پہنے گارڈ آف آنر پیش کرنے کے لئے تیار کھڑے تھے۔جونہی ریجنل منسٹر کی آمد ہوئی تو سارا ماحول لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه اور نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھا۔مکرم منسٹر صاحب نے گارڈ آف آنر کا معائنہ کیا۔اور بعد میں غانا کا پرچم لہرایا۔اور مکرم امیر صاحب نے احمدیت کا جھنڈا لہرایا۔صدر مجلس خدام الاحمدیہ غانا نے خدام الاحمدیہ کا علم لہرایا۔

اس پہلے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا،اس کے بعد ایک طفل نے 'یا عین فیض اللہ والعرفان' کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم وہاب عیسیٰ صاحب نے قومی عہد اور خدام کا عہد دہرایا۔اسکے بعد مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب نے خدام سے خطاب فرمایا:۔

آپ نے حب وطن کے جذبہ کو ابھارتے ہوئے ابن خلدون کے دیباچہ کے حوالہ سے فرمایا:۔" غانا لفظ غنی سے ہے یعنی دولت۔ابن خلدون نے ماضی میں اسی نام سے موسوم ایک قوم کا ذکر کیا جو بڑی مالدار،مہذب اور ترقی یافتہ تھی۔اور مہمان نواز بھی تھی۔

فرمایا: غانا غنیٰ سے ہے جسکے معنی دولت کے علاوہ مستغنی ہونے کے بھی ہیں یعنی آزادی کے۔اس ملک کو یہ نام اسلئے دیا گیا ہے کہ یہاں خدا تعالیٰ کی طرح طرح کی نعمتیں موجود ہیں جیسے سونا،ڈائمنڈ وغیرہ۔سبھی کچھ یہاں ہیں۔

مکرم امیر صاحب نے فرمایا:۔غانا ہماری" مدر لینڈ" ہے۔جس طرح بچے اپنی ماؤں سے محبت کرتے ہیں،ان کی عزت کرتے ہیں اور ان کی خدمت کرتے ہیں اسی طرح آپ بھی اپنے ملک کی عزت کریں،اس کی محبت کا دم بھریں،اور اس کی خوب خدمت کریں۔اسکی ترقی کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیں۔آپ کسی سے بھی کمتر نہیں ہیں۔

مکرم امیر صاحب نے ایک درخت کی مثال دی جو ایک بار جلنا شروع ہوا ایک پرندہ کا بھی اس پر بسیرا تھا۔اس پرندے نے یہاں کئی سالوں سے گھونسلا بنا رکھا تھا۔اس پرندے نے یہاں سے بھاگنا پسند نہ کیا۔اور اس درخت کے ساتھ ہی جلنا قبول کر لیا۔یہ پرندہ یہی کہتا رہا:۔آج میں کیسے بھول جاؤں اس درخت کی نعمتوں کو جن سے لمبا عرصہ لطف اندوز ہوتا رہا۔مرا مرنا بھی اس کے ساتھ ہے۔میرا جینا بھی اس درخت کے ساتھ ہے۔مکرم امیر صاحب نے اس مثال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:۔افسوس کہ غانا کے نوجوان اپنا ملک چھوڑ کر بیرون ملک جانے کی فکر میں رہتے ہیں۔میں نوجوانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ باہر ہرگز نہ جائیں۔یہیں رہیں اسکی خدمت کریں کیونکہ اس نے ہمیں زندگی دی۔اور طرح طرح کی نعمتیں دیں اور اس مقام تک پہنچایا۔آنحضور ﷺ نے بھی ہمیں یہی سبق دیا ہے۔" حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِيْمَانِ"وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔

اس کے بعد ریجنل منسٹر Hon.Abu Bakr Siddique Boniface نے خدام سے خطاب فرمایا۔آپ نے فرمایا:۔" احمدیہ جماعت ملک کی ترقی اور تعمیر میں کردار کی واضح مثال اس کے سکولوں،ہسپتالوں کا پس ماندہ علاقوں میں موجود ہونا ہے۔فرمایا:۔آپ کا نمایاں کردار امن پسندی ہے۔یہ بات مسلم ہے کہ احمدی فطرتاً امن پسند ہے۔اور ہمیشہ مذہبی جھگڑوں سے اجتناب کرتا ہے۔

فرمایا:۔میری خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا جب میں نے آپ کے مذہبی اجتماع میں قومی عہد دہراتے ہوئے سنا۔یہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کے عہد میں جو حب الوطن کا حصہ ہے اس میں آپ کتنے مخلص اور سنجیدہ ہیں۔یہ اس امر کی بھی نشاندہی کرتا ہے کہ ملک میں مستقبل کے ایسے راہنما موجود ہیں جو ملک کی محبت کو اپنے ایمان کا حصہ قرار دیتے ہیں۔اور اس پر عمل پیرا بھی ہیں۔

آپ نے خدام کو ملک کی ترقی و بہبود کے لئے محنت کرنے کی نصیحت کی۔اور اس امر پر بھی زور دیا کہ وطن کی محبت، سب کے قول وعمل میں نظر آنی چاہئے۔نہ کہ صرف زبانی وعدوں میں۔اس خطاب کے ساتھ ہی یہ سیشن اپنے اختتام کو پہنچا۔آخری سیشن کا آغاز ۴:۰۰ بجے ہوا۔اس میں تلاوت کے بعد مکرم حمیداللہ ظفر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ غانا نے " مکمل اطاعت ایک خادم کا طرہ امتیاز کے موضوع پر تقریر کی۔اس کے بعد سیکرٹری صاحب مجلس نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے ایک ریزولیشن پاس کیا گیا جس میں خلافت احمدیہ جوبلی کے انعقاد کے سلسلہ میں مکمل اطاعت کرنے،ملک میں امن کی فضا پیدا کرنے اور اس کے لئے ہر ممکنہ قربانی کا عہد کیا گیا تھا۔تقسیم انعامات کی بھی

باقی صفحہ نمبر 16پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

مولانا بشیر احمد طاہر صاحب

ہفت روزہ ''بدر'' 26/اپریل 2005ء میں مکرم سید قیام الدین برق مربی سلسلہ کے قلم سے محترم مولانا بشیر احمد طاہر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔ آپ کی وفات 7/فروری 2005ء کو ہوئی۔ اور جامعہ احمدیہ قادیان میں درس و تدریس کو زندگی بھر اوڑھنا اور بچھونا بنانے کا فخر آپ کو حاصل رہا۔

مرحوم کا آبائی وطن ہاٹا علاقہ گورکھ پور میں ہے۔ آپ کا پورا خاندان ہندو برادری کے معزز گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور پنڈتوں کا خاندان ہے۔ آپ ہندو سے احمدی مسلمان ہوئے تھے۔ اپنے آبائی علاقہ میں تبلیغ اسلام اور وہاں احمدیہ مشن کے قیام کے لئے آپ کے دل میں ایک خاص جوش تھا۔ جب ایک بار خاکسار نے آپ سے وہاں باقاعدہ مشن ہاؤس کھولنے کے سلسلہ میں دُشواریوں کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاٹا (گورکھ پور) میں میری معقول جائیداد ہے، اگر احمدیت کی تبلیغی سرگرمی میں تیزی آئی اور مشن کے لئے زمین کی ضرورت ہو تو پھر میری آبائی زمین حاضر ہے جب ضرورت ہو تو مَیں وہاں آکر زمین مرکز کے نام رجسٹریشن کرواسکتا ہوں۔

آپ بیان کرتے تھے کہ قبول احمدیت کے بعد مَیں گورکھپور سے قادیان آگیا تو میرے رشتہ داروں نے مجھے واپس اپنے میں ملانے کی بہت کوشش کی۔ ایک مرتبہ ایک احمدی قادیان سے ہاٹا میرے گھر گئے تو میرے بھائی (جو کٹر قسم کے ہندو پنڈت ہیں) اُن کو اپنے کھیت پر لے گئے اور نہایت فخر سے بتایا کہ ''دیکھو یہ حدنگاہ تک جو ساری سبز ہریالی لہلہاتی کھیتیاں ہیں یہ سب ہماری ہیں اور ہمارا جو رہائشی مکان ہے وہ بھی خوب عمدہ ہے، مگر دیکھو ہمارا ایک بھائی پنجاب میں کہاں پڑا ہے اُس کے پاس کیا ہے؟ اس کو یہ سب میسر کہاں؟ میں نے خود قادیان جاکر دیکھا ہے کہ میرا بھائی معمولی سی اینٹوں سے جڑے ہوئے ایک مکان میں رہتا ہے''۔ جب یہ ساری باتیں میرے علم میں آئیں تو مجھے وقتی طور پر کچھ عجیب سا لگا مگر میں جانتا تھا کہ جس ایمانی دولت سے خداتعالیٰ نے مجھے مالامال کیا ہے وہ سب میرے بھائیوں کے نصیب میں کہاں؟۔ میرے غیور خدا کو میرے پنڈت بھائی کی وہ متکبرانہ باتیں پسند نہ آئیں جو انہوں نے ایمان کے بالمقابل فخریہ طور پر اپنے عمدہ مکان اور تاحدنگاہ ہرے بھرے لہلہاتے کھیت دکھائے تھے اللہ تعالیٰ نے اس بیان کے چند سال بعد ہی خاکسار کو ایک عمدہ کشادہ خوبصورت مکان عطا کر دیا جو کشش کے لحاظ سے میرے بھائیوں کے مکان سے کہیں بہتر ہے۔

آپ احمدیت کی تعلیم کے عاشق تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے میرے ہاتھ میں ایک تاریخی نوعیت کی کتاب دیکھی تو ناصحانہ انداز میں کہنے لگے ''مجھے تو جماعتی کتب سے محبت ہے اور میں زیادہ تر حضرت مسیح موعودؑ کی اور جماعتی کتب دیکھنا پسند کرتا ہوں۔ دیکھو دوسری کتابیں ضرور پڑھو مگر تم کو وہ روحانیت نہیں ملے گی جو جماعتی لٹریچر میں موجود ہے۔''

انڈونیشیا میں اسلام کی آمد

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23 اپریل 2005ء میں محترم حافظ قدرت اللہ صاحب سابق مربی انڈونیشیا کے قلم سے انڈونیشیا میں اسلام کی آمد سے متعلق ایک تحقیقی مقالہ ماہنامہ ''الفرقان'' کی ایک پرانی اشاعت سے منقول ہے۔

انڈونیشیا میں اسلام کی ابتداء یہاں کے ساحلی علاقوں میں مسلمان تاجروں کے ذریعہ ہوئی۔ مگر اسلام کو یہاں پھیلانے کا سہرا بعد میں ہندوستانی گجراتی تاجروں کے سر ہے جو تجارت کی غرض سے یہاں آئے تھے مگر انہوں نے اسلام کی اشاعت کو ہی اپنا اوّلین مقصود قرار دے لیا۔ اسلام کی انڈونیشیا میں ترقی چونکہ سراسر تبلیغی مساعی کا نتیجہ تھی اس لئے یہاں اسلام کی آمد اور پھر ترقی کا زمانہ کئی سو سالوں پر حاوی ہے۔ مگر اسلام کی اشاعت اور ترقی سولہویں صدی عیسوی میں عروج کو پہنچی جب یہاں 1576ء میں ہندو رواج کا خاتمہ ہوا۔ اس وقت متعدد راجے اور حکمران مسلمان تھے۔ 1568ء میں بھی ایک حکمران حسن الدین کا ذکر خصوصیت سے ملتا ہے جس کے ذریعہ مغربی جاوا میں اسلام کو کافی ترقی ہوئی۔

مشرقی جاوا کی ایک بندرگاہ گریسک کے علاقہ میں 1523ء میں تیس ہزار مسلمان تھے۔ اسی طرح شمالی سماٹرا کے ایک مسلمان حکمران Ali Mugajat Shah (1514-28ء) کی جھڑپیں اکثر پرتگالیوں کے ساتھ ہوتی رہتی تھیں جو اس وقت ملاکا (ملایا) پر قابض تھے۔ پرتگالیوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ وہ یہاں کی تجارت پر قبضہ کرلیں۔ پرتگالیوں کی آمد اس علاقہ میں 1509ء میں ہوئی اور 1511ء میں وہ ملاکا پر قابض ہوگئے جو اُس وقت بین الاقوامی تجارت کا مرکز اور مسلمان تاجروں کی آماجگاہ تھا۔ چین کو جانے والے عرب اور ہندی قافلوں کی گزرگاہ یہی تھی۔ 1409ء میں ملاکا کا بیشتر حصہ مسلمان ہوچکا تھا۔ پرتگالی قبضہ کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے یہاں حالات سخت ناسازگار ہوگئے چنانچہ جو مسلمان تاجر مشرقی جاوا سے جاکر وہاں آباد ہوئے تھے انہیں مجبوراً اپنے وطن کو واپس لوٹنا پڑا۔ یہ تاجر جب واپس لوٹے تو ان کے ساتھ اسلام بھی جاوا اور سماٹرا میں آیا اور فروغ پاگیا۔ پندرہویں صدی عیسوی میں یہاں کے 9 ولی مشہور ہوئے جنہوں نے ڈمک (وسطی جاوا) میں مرکز بناکر وہاں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کی۔ اُن میں ایک ملک ابراہیم المعروف مولانا المغربی ہیں۔ جن کی وفات 1419ء میں ہوئی اور آپ مشرقی جاوا کے مقام گریسک میں مدفون ہوئے۔ ابن بطوطہ بھی قریباً 1350ء میں شمالی سماٹرا میں آیا۔ اس نے اپنے سفرنامہ میں یہاں کے مسلمان حکمران کی تعریف کی ہے جس نے اسلام کی کافی خدمت کی ہے۔ اُس نے یہ بھی لکھا کہ اس وقت بعض اچھے عہدوں پر ایرانی متعین تھے۔

چودہویں صدی عیسوی میں گجرات (انڈیا) مسلمانوں کا ایک اہم مرکز بن چکا تھا اور وہاں کے مسلمان تاجروں کی راہ رسم کثرت کے ساتھ جاوا کے تاجروں کے ساتھ تھی۔ مشرقی جاوا کی بندرگاہ توبان اور گریسک کو عروج حاصل تھا۔ ملاکا کی تجارت بھی کافی زوروں پر تھی۔ اور ان تجارتی مراکز کا آپس میں گہرا رابطہ تھا۔ پرانی قبروں کے آثار سے پتہ چلتا ہے کہ سلطان ملک الصالح (وفات 1297ء) نے سَمُدْرا کی مشہور اسلامی بندرگاہ آباد کی تھی۔

اطالوی سیاح مارکوپولو نے چین سے ایران جاتے ہوئے 1292ء میں سَمُدْرا (شمالی سماٹرا) کی بندرگاہ میں 5 ماہ قیام کیا۔ اس لمبے قیام کا سبب دراصل ہوائی رخ کا انتظار تھا جو اس کے سفر کے لئے ضروری تھا۔ اس وقت سمدرا کے لوگ تو مسلمان نہ تھے مگر وہاں کی ایک اور بندرگاہ Perlok مسلمان تھی۔ ایک ڈچ مورخ ستوترہیم (Stuter Heim) لکھتا ہے کہ شمالی سماٹرا میں اسلام کی ابتداء 1196ء میں ہوچکی تھی۔

ایک انڈونیشین مؤرخ حاجی آگو سالم کی تحقیق کے مطابق 758ء میں چین کی بندرگاہ کینٹین میں عربوں کی تجارت کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے کچھ وقت بعد ملک چین میں گڑبڑ ہوئی تو یہ تجارت بند ہوگئی اور مسلمان بھی وہاں سے غائب ہوگئے۔ یہ علم نہیں ہوسکا کہ وہ مسلمان کہاں چلے گئے۔ اس کے بعد 9ویں صدی میں پھر تجارت شروع ہوگئی۔ اور اس دفعہ پہلے سے زیادہ منظّم رنگ میں تھی۔ ایک امام الصلوٰۃ اور قاضی کا تقرر بھی ثابت ہے۔ لیکن 880ء میں حالات کچھ ایسے پیدا ہوئے کہ مسلمانوں کی یہ تجارت منقطع ہوگئی اور وہ تجارتی قافلے جو عرب سے چین آیا کرتے تھے وہ ملایا کی ایک بندرگاہ Kedahr تک ہی رہ جانے لگے۔ قریباً یکصد سال تک یہی حالت رہی۔

دسویں صدی میں (971ء) چین کے بادشاہ نے پھر غیرملکی تاجروں کو اپنے ملک میں آنے کی دعوت دی اور بعض نئی مراعات کا وعدہ بھی کیا چنانچہ پھر مسلمانوں نے تجارت شروع کی۔ اس دَور میں مسلمانوں کو بادشاہ کے دربار میں بھی رسائی ہوئی۔ یہ دور پھر کافی لمبا چلا۔ 1178ء میں چین کی تجارت سب سے زیادہ عرب ممالک کے ساتھ تھی اور دوسرے نمبر پر جاوا اور پھر سماٹرا تھے۔ اس زمانہ کے تجارتی قافلے لمبے سفر میں انڈونیشیا کی بندرگاہوں میں ضرور ٹھہرتے تاکہ اشیائے خورونوش اکٹھی کرلیں اور ہوا کے رُخ کے انتظار میں بھی بعض دفعہ انہیں کسی قدر لمبا عرصہ ٹھہرنا پڑ جاتا۔

سیاح المسعودی نے بھی جاوا کے بعض حکمرانوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ سیاح 957ء میں فوت ہوئے۔

آثار قدیمہ کی تلاش کے نتیجہ میں مشرقی جاوا میں ایک مسلمان عورت مسماۃ فاطمہ بنت ماموں کی قبر کا کتبہ ملا ہے جس پر 1082ء کا سن تحریر ہے۔ مورخین کے نزدیک یہ اس علاقہ میں مسلمانوں کی آمد کا قدیم ترین ثبوت ہے۔

الأزھر یونیورسٹی کا قیام

ماہنامہ ''تشحیذالاذہان'' ربوہ مئی 2005ء میں ایک مختصر تاریخی مضمون (مرسلہ: مکرم ظہیر احمد خالد صاحب) میں دنیا کی مشہور یونیورسٹی الأزھر کے قیام سے متعلق دلچسپ معلومات پیش کی گئی ہیں۔

969ء میں فاطمیوں کے ایک سپہ سالار جوہر صقلی (جوھر رومی) نے مصر کو فتح کرکے عرب سلطنت کے مرکز فسطاط کے پاس نئے شہر قاہرہ کی بنیاد رکھی جو تب سے مصر کا دارالحکومت چلا آتا ہے۔ فاطمیوں، ایوبیوں، مملوکوں، ترکوں اور خدیووں کے عہد میں اس شہر کی عظمت درجہ کمال پر پہنچ گئی اور آج بھی مشرق وسطی میں تاریخی آثار کا نہایت بیش قیمت خزانہ اس شہر کی گود میں محفوظ ہے۔ لیکن قاہرہ کی ساری عظمت جہاں مادی تھی وہاں جوہر رومی نے ایک ایسی عمارت بھی بنائی جو ایک ہزار سال سے مشرقی اور اسلامی علوم وفنون کا سب سے بڑا سرچشمہ چلی آتی ہے۔

جوہر نے ایک عالی شان مسجد تعمیر کرائی جس کا نام الأزھر رکھا گیا۔ پانچویں فاطمی خلیفہ العزیز (975-992ء) نے اس مسجد میں دینی علوم کا سلسلہ شروع کرکے اس کے لئے اوقاف کا انتظام کر دیا تاکہ اساتذہ کی تنخواہوں اور طلبہ کے وظیفوں کا انتظام ہوتا رہے۔ آہستہ آہستہ یہ یونیورسٹی سارے عالم اسلام کے لئے ایک مرکزی درسگاہ بن گئی جس میں قدیم تعلیم کے علاوہ دَورِحاضر کی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۶/اکتوبر ۲۰۰۵ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالسلام اسلام صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

تقدیر زمانہ کا ''مسرور'' امیں شاید
یہ خاتم گیتی کا تابندہ نگیں شاید
آفاق کے گنبد میں مہدی کی صدا گونجی
جاگ اٹھیں گے اب سارے یہ اہل زمیں شاید
قوموں کی پنہ گہ ہے دامان دراز اس کا
آغوش ہے کیا اس کی، اک حصن حصیں شاید
ایماں کی اٹھیں لہریں ہر دل کے سمندر میں
مہتاب سے بڑھ کر ہے وہ اس کی جبیں شاید
بھاگی ہے نحوست تو کافور ہوئی ظلمت
آیا ہے زمانے میں پھر زہرہ جبیں شاید

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 13 Friday May 12, 2006 Issue No. 19

بقیہ: غانا میں ذیلی تنظیموں کے نیشنل اجتماعات

از صفحہ نمبر 13

تقریب ہوئی۔ جس کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ نائیجیریا کا ایک پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔

کارکردگی کے لحاظ سے سنٹرل ریجن کو بہترین ریجن قرار دیا گیا۔ والی بال میں ویسٹرن ریجن، روٹ مارچ میں اور فٹ بال میں بھی گریٹر اکرا ریجن Greater Accra کو اول قرار دیا گیا۔ اس اجتماع کی ایک ایسی خصوصیت بھی ہے جو اسے دوسرے سب اجتماعات سے ممتاز کرتی ہے۔ اس کا ایک ایسا اعزاز ہے جو کسی اجتماع کو نہیں ملا۔ اور وہ اعزاز ہے ہمارے پیارے آقا کی طرف سے آنے والا پیغام جو حضور نے خدام الاحمدیہ غانا کے لئے بطور خاص بھجوایا تھا۔ حضور انور کا یہ پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ حضور نے اس پیغام میں فرمایا کہ:۔

"اے مسیحِ موعودؑ کے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ امسال آپ کے اجتماع کا Theme ہے "مذہبی تعلیم کا حصول آج کے نوجوانوں کی اشد ضرورت ہے۔" اگرچہ حضرت اقدس ﷺ ایک امی نبی تھے لیکن آپ پر جو پہلی آیات بطور وحی نازل ہوئیں اس میں انہیں یہ کہا گیا کہ اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے سب اشیاء کو پیدا کیا۔ (اور جس نے) انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا (پھر ہم کہتے ہیں کہ قرآن کو) پڑھ کر سنا تا رہ کیونکہ تیرا رب بڑا کریم ہے۔ وہ رب جس نے قلم کے ساتھ علم سکھایا۔ اس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔ یقیناً آپ کا اجتماع اس امر کو ثابت کر دے گا کہ اسلام نے علم کی اہمیت پر بے حد زور دیا ہے۔ مسلمانوں نے اس تعلیم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے قرون وسطیٰ کے تاریک دور سے، علمی بیداری کے عظیم زمانہ کی طرف دنیا کی راہنمائی کی۔ آج کے دور میں بڑی زوال کی ایک بڑی واضح وجہ یہ ہے کہ حصول علم کی تاکید کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ غانا کو چاہئے کہ اس مہم کا آغاز کرے اور اس امر کو یقینی بنائیں کہ تمام نوجوان بنیادی معیار تعلیم تک ضرور پہنچیں میں جانتا ہوں کہ خدا کے فضل سے غانا کے نوجوان اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ پھر بھی ہمیں اس امر کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے کہ ہمارے نوجوان علم کے ہر میدان میں نئی سے نئی بلندیوں کی طرف قدم بڑھانے والے ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ سب بھی یہی چاہیں گے کہ خواہ کسی مضمون کا ذکر ہو تو اس مضمون کا سب سے بڑا عالم ایک احمدی ہونا چاہئے۔

حقیقی علم تو قرآن مجید سے ہی ملتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

"چونکہ انسان فطرتاً خدا ہی کے لئے پیدا ہوا۔ جیسا کہ فرمایا:۔ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات: 57) اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت ہی میں اپنے لئے کچھ نہ کچھ رکھا ہوا ہے۔ اور مخفی در مخفی اسباب سے اسے اپنے لئے بنایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصل غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو مگر جو لوگ اپنی اس اصلی اور فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا سمجھتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دور جا پڑتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی ذمہ داری ان کے لئے نہیں رہتی۔ وہ زندگی جو ذمہ داری کی ہے یہی ہے کہ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذاریات: 57) پر ایمان لا کر زندگی کا پہلو بدل لے۔ موت کا اعتبار نہیں......... تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے لئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔ میں اس لئے بار بار ایک امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لئے انسان آیا ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جس سے وہ دور پڑا ہوا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا اور رہبانیت اسلام کا منشاء نہیں۔ اسلام تو انسان کو چست اور ہوشیار اور مستعد بنانا چاہتا ہے۔ اس لئے مَیں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جدوجہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو اور وہ اس کا تردد نہ کرے تو اس سے مؤاخذہ ہوگا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جائے۔ وہ غلطی کرتا ہے۔ نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔ اور اس کے ارادہ سے باہر نکل کر اپنی اغراض و جذبات کو مقدم نہ کرو۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 183-184)

اللہ تعالیٰ آپ کا خلافت سے تعلق مضبوط سے مضبوط تر کرے۔ آپ کے ممبران کے باہمی تعلقات بھی مضبوط ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی پختہ تعلق ہو اور اللہ تعالیٰ کے بارہ میں آپ کا حقیقی علم بڑھتا رہے۔ اللہ تعالیٰ تمام شرکاء اجتماع پر اپنا فضل فرمائے اور اس اجتماع کو شاندار کامیابیوں سے ہمکنار کرے (آمین)

اس روح پرور پیغام کے بعد مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا نے اختتامی خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے مختصر خطاب میں خدام کو خلافت جوبلی کے روحانی پروگرام پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی۔ آخر پر یہ اجتماع خدا کے فضل سے بخیر وخوبی انجام پایا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مجلس شوریٰ

نمازِ عشاء کے بعد رات ۹:۳۰ بجے مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ اس میں مکرم امیر صاحب نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ آپ نے حاضر عہدیداران مجلس خدام الاحمدیہ سے ان کی کارکردگی کا انفرادی جائزہ لیا۔ اسکے بعد آئندہ ٹرم کے لئے نئے صدر کا انتخاب بھی کروایا گیا

خدا کے فضل سے اس اجتماع میں ۱۵۰۰ خدام اور اطفال نے شرکت کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ اور اس کے نتیجہ میں شرکاء کے اندر روحانی انقلاب پیدا ہو۔ (آمین)

الفضل انٹرنیشنل میں
اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(مینیجر)

جماعت احمدیہ امریکہ کی
آٹھویں نیشنل تعلیم القرآن کلاس کا بابرکت انعقاد

جماعت احمدیہ امریکہ کے زیر انتظام ایسٹ کوسٹ اور ساؤتھ کی جماعتوں کے لئے نیشنل لیول پر مسجد بیت الرحمٰن (میری لینڈ) میں تعلیم القرآن کلاس کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس کے لئے بہت پہلے سے باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے تیاری کی گئی۔ مختلف جماعتوں کے دورے بھی کئے گئے اور نمائندگان بھجوانے کی تاکید کی گئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 21 تا 23/اپریل 2006ء بروز جمعہ، ہفتہ واتوار مسجد بیت الرحمٰن میں یہ کلاس نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوئی۔ اس کلاس کا بنیادی مقصد قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کی طرف توجہ دلانا اور درست تلفظ کے ساتھ قراءت کی مشق کروانا تھا۔

کلاس کا افتتاح مکرم داؤد احمد حنیف صاحب مبلغ انچارج و نائب امیر جماعت احمدیہ امریکہ نے بعد نماز جمعہ کیا۔ نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن ووقف عارضی مکرم ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد صاحب نے شروع میں حاضرین کو اس کلاس کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا اور اس سے بھرپور استفادہ کی تلقین کی۔ جمعہ کے دن کا پہلا خطاب مکرم مولانا فیروز عالم صاحب (انچارج بنگلہ ڈیسک۔ لندن) نے کیا جو ان دنوں امریکہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کے بعد مکرم انصر احمد صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری تعلیم القرآن نے قرآن کریم کے نزول اور اس کے جمع و تدوین کی تاریخ کا مختصر ذکر کیا۔ بعد ازاں مکرم کرنل فضل احمد صاحب نے سورۃ فاتحہ کا ترجمہ اور تشریح نہایت عمدگی سے پیش کی۔

ہفتہ کے روز صبح کی نشست میں مکرم مولانا ضیاء الحق کوثر صاحب اور مولانا یحییٰ لقمان صاحب مبلغین سلسلہ نے قرآن مجید کے ترجمہ کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے عربی زبان سیکھنے اور عربی لغت سے واقفیت حاصل کرنے سے متعلق شرکاء کلاس سے خطاب کئے۔ نیشنل سیکرٹری وقف نو مکرم حافظ سمیع اللہ صاحب نے حاضرین کو قرآن کریم کی درست تلفظ کے ساتھ قراءت کی مشق کروائی اور تلاوت میں عام طور پر کی جانے والی غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے صحیح تلفظ سکھایا۔ اس کے بعد مکرم ناصر احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت نے "قرآن کریم بطور اخلاقی رہنما" کے موضوع پر بہت دلچسپ معلوماتی خطاب کیا۔ سورۃ الحشر اور سورۃ الکہف کے بعض حصوں کا ترجمہ اور ان کی سیر حاصل تفسیر مکرم خلیل احمد ملک صاحب اور مکرم مولانا مبشر احمد صاحب نے پیش کی۔ بعد ازاں مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ نے حاضرین سے خطاب کیا۔ آپ نے منتظمین کی کوششوں کو سراہا اور طلباء کو کلاس سے بھرپور استفادہ کرنے کی تلقین کی۔

شام کے وقت مکرم مولانا ضیاء الحق کوثر صاحب اور خدام الاحمدیہ شمالی ورجینیا کے زیر اہتمام قرآن کریم سے متعلق معلوماتی کوئز کا دلچسپ مقابلہ ہوا۔ تمام شرکاء نے اس مقابلے میں بڑی گرمجوشی سے حصہ لیا۔

کلاس کے تیسرے روز مورخہ 23/اپریل کو مکرم حارث احمد صاحب نے قرآن کریم کو عملی زندگی میں ڈھالنے کے موضوع پر خطاب کیا۔ اور مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب نے حاضرین کو مخالفین اسلام کی طرف سے قرآن کریم پر کئے جانے والے چند اعتراضات سے آگاہ کیا اور ان اعتراضات کے جوابات سمجھائے۔

اختتامی اجلاس سے قبل سوال و جواب کی مجلس کا اہتمام کیا گیا جس میں عصرِ حاضر کے بعض مسائل اور ان کے حل پر قابل قدر گفتگو ہوئی۔ اس مجلس کے لئے علماء کا ایک پینل ترتیب دیا گیا تھا جس میں مکرم نصیر احمد صاحب قمر (ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن) ہکرم مولانا اظہر حنیف صاحب، مکرم مولانا داؤد احمد حنیف صاحب شامل تھے۔ اس مجلس میں حاضرین کلاس نے بھرپور حصہ لیا۔

کلاس کا اختتامی اجلاس مرکزی مہمان مکرم نصیر احمد قمر صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ پہلے مکرم ڈاکٹر ظہیر احمد صاحب باجوہ نائب امیر نے مہمان خصوصی کا تعارف کروایا۔ بعد ازاں مکرم نصیر احمد صاحب قمر نے شرکائے کلاس کو قرآنی تعلیم کو عملی زندگیوں کا حصہ بنانے کی طرف توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ یہ وہ امانت ہے جسے زمین و آسمان اور پہاڑوں نے اٹھانے سے انکار کیا تھا مگر آنحضرت ﷺ نے اسے اٹھا لیا اور اسے اٹھانے کا حق ادا کیا۔ آپ نے اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کی جانفشانی اور صحابہ کے شوق تعلیم القرآن اور اس راہ میں ہر قسم کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس زمانہ میں قرآن کریم کی عظمت کے قیام کی ذمہ داری حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت پر ڈالی گئی ہے۔ آپ نے بتایا کہ قرآن کریم کے صحیح معانی و معارف سے آگاہی کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے ارشادات کا مطالعہ اور ان سے واقفیت نہایت ضروری ہے۔ آپ نے کلاس کے تمام شرکاء کو آنحضرت ﷺ کے ارشاد خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ کے حوالہ سے بتایا کہ آپ اس حدیث کے مصداق تبھی ہو سکتے ہیں کہ جو کچھ آپ نے یہاں سیکھا ہے وہ واپس جا کر دوسروں کو بھی سکھائیں۔ پھر آگے ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ بھی حضور اکرمؐ کے اس ارشاد کا مصداق بننے کے لئے قرآن کریم اور اس کے علوم کو سیکھنے کے بعد آگے لوگوں کو سکھائیں۔ یوں ساری جماعت ہی خیر اُمّت بن جائے۔

اس کلاس میں کل 350 سے زائد افراد شامل ہوئے جن میں 250 سے زائد مرد اور 100 سے زائد لجنہ تھیں۔ اختتامی تقریر کے بعد مہمان خصوصی مکرم نصیر احمد صاحب قمر نے مختلف مقابلوں میں امتیاز حاصل کرنے والے طلباء اور کلاس کو کامیاب بنانے کے لئے کام کرنے والے منتظمین میں اسناد تقسیم کیں اور آخر پر دعا کروائی جس کے ساتھ یہ کلاس بخیر و خوبی اختتام کو پہنچی۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کلاس کے تمام شرکاء کو قرآن کریم کی برکات سے دائمی طور پر متمتع فرمائے اور اس کے نیک ثمرات عطا فرمائے۔